ہفت روزہ

خدام الدین

لاہور

زیر سرپرستی
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ
شیرانوالہ دروازہ لاہور

جمعۃ الوداع نمبر
۱۸ اپریل ۱۹۵۸ء

قیمت ٦ آنے

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین © لاہور

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم برائے نماز عیدین

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ

قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ يَوْمَ الْفِطْرِ وَالْاَضْحٰی اِلَی الْمُصَلّٰی فَاَوَّلُ شَیْءٍ يَبْدَأُ بِهِ الصَّلٰوۃُ ثُمَّ يَنْصَرِفُ فَيَقُوْمُ مُقَابِلَ النَّاسِ وَالنَّاسُ جُلُوْسٌ عَلٰی صُفُوْفِهِمْ فَيَعِظُهُمْ وَيُوْصِيْهِمْ وَيَاْمُرُهُمْ وَاِنْ کَانَ يُرِيْدُ اَنْ يَقْطَعَ بَعْثًا قَطَعَهُ اَوْ يَاْمُرُ بِشَیْءٍ اَمَرَ بِهِ ثُمَّ يَنْصَرِفُ (متفق علیہ)

ترجمہ:۔ ابو سعید خدری رضی کہتے ہیں۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نکلتے گھر سے عیدالفطر اور عید قربان کے دن عیدگاہ کی طرف اور سب سے پہلا یہ کام کرتے کہ نماز شروع فرماتے اور نماز سے فراغت کے بعد کھڑے ہوتے لوگوں کے سامنے اور لوگ اپنی صفوں میں بیٹھے رہتے۔ پس آپ ان کو وعظ و نصیحت فرماتے (یعنی خطبہ پڑھتے) وصیت کرتے اور ضروری احکام صادر فرماتے اور کہیں کوئی لشکر بھیجنا ہوتا تو اس کی روانگی کا حکم جاری فرماتے اور کوئی خاص حکم نافذ کرنا ہوتا تو اس کو نافذ کرتے اور پھر گھر واپس چلے آتے۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَۃَ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ الْعِيْدَيْنِ غَيْرَ مَرَّۃٍ وَّلَا مَرَّتَيْنِ بِغَيْرِ اَذَانٍ وَّلَا اِقَامَۃٍ (رواہ مسلم)

ترجمہ:۔ جابر بن سمرۃ کہتے ہیں۔ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دونوں عیدین کی نماز پڑھی ہے ایک دو مرتبہ نہیں بہت دفعہ ان نمازوں میں نہ تو اذان کہی جاتی ہے۔ نہ تکبیر۔

عَنْ اِبْنِ عُمَرَ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ وَاَبُوْبَکْرٍ وَعُمَرُ يُصَلُّوْنَ الْعِيْدَيْنِ قَبْلَ الْخُطْبَۃِ (متفق علیہ)

ترجمہ ابن عمر کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ اور عمرؓ دونوں عیدین کی نماز خطبہ سے پہلے پڑھتے تھے۔

سُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَشَهِدْتَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ الْعِيْدَ قَالَ نَعَمْ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰی ثُمَّ خَطَبَ وَلَمْ يَذْکُرْ اَذَانًا وَّلَا اِقَامَۃً ثُمَّ اَتَی النِّسَاءَ فَوَعَظَهُنَّ وَذَکَّرَهُنَّ وَاَمَرَهُنَّ بِالصَّدَقَۃِ فَرَاَيْتُهُنَّ يُهْوِيْنَ اِلٰی اٰذَانِهِنَّ وَحُلُوْقِهِنَّ يَدْفَعْنَ اِلٰی بِلَالٍ ثُمَّ ارْتَفَعَ هُوَ وَبِلَالٌ اِلٰی بَيْتِهٖ (متفق علیہ)

ترجمہ:۔ ابن عباسؓ سے پوچھا گیا کیا تم عید کی نماز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حاضر ہوئے تھے۔ انھوں نے کہا ہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے نکلے (اور عیدگاہ پہنچ کر عید کی) نماز پڑھی اور پھر خطبہ پڑھا۔ ابن عباس نے اپنے بیان میں اذان اور تکبیر کا ذکر نہیں کیا۔ اس کے بعد ابن عباس نے کہا کہ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں کی طرف متوجہ ہوئے۔ ان کو نصیحت کی احکام دین یاد دلائے اور صدقہ فطر یا زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم دیا۔ یا مطلق خیرات کا۔ ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ سُن کر عورتوں نے اپنے ہاتھ کانوں اور گلوں کی طرف بڑھائے اور زیور اُتار کر بلالؓ کو دینا شروع کئے۔ اس کے بعد بلالؓ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر کو واپس تشریف لے گئے۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ اِذَا کَانَ يَوْمُ عِيْدٍ خَالَفَ الطَّرِيْقَ (رواہ البخاری)

ترجمہ:۔ جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ عید کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو مختلف رستوں سے آتے جاتے تھے۔

عَنْ بُرَيْدَۃَ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ لَا يَخْرُجُ يَوْمَ الْفِطْرِ حَتّٰی يَطْعَمَ وَلَا يَطْعَمُ يَوْمَ الْاَضْحٰی حَتّٰی يُصَلِّیَ (رواہ الترمذی وابن ماجۃ والدارمی)

ترجمہ۔ بریدہ کہتے ہیں کہ عیدالفطر کے دن جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کچھ کھا نہ لیتے عید کو نہ جاتے اور عید قربان کے دن اس وقت تک کچھ نہ کھاتے۔ جب تک نماز نہ پڑھ لیتے۔

عَنْ عَطَاءٍ مُرْسَلًا اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا خَطَبَ يَعْتَمِدُ عَلٰی عَنَزَتِهٖ اِعْتِمَادًا (رواہ الشافعی)

ترجمہ:۔ عطاء رضی اللہ عنہ مرسلاً روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب خطبہ فرماتے۔ تو اپنے نیزے کو ٹیک کر کھڑے ہوتے (شافعی)

ہفت روزہ منظور شدہ محکمہ تعلیم لاہور

خدام الدین

لاہور زنجن ۹/۱۶۳۲۱ —
پشاور زنجن T.B.C. ۲۳۸۱/۲۷۳
سالانہ چندہ گیارہ روپے —
ششماہی چھ روپے —
فی شمارہ ۶/ آنے

ایڈیٹر
عبد المنان چوہان

جلد ۳ | ۲۸ رمضان المبارک ۱۳۷۷ھ مطابق ۱۸ اپریل ۱۹۵۸ء | شمارہ نمبر ۶

الوداع اے ماہ رمضان الوداع

اے برکت اور رحمت کے مہینے! ہم نے تیری آمد پر نہ تیرا شاندار استقبال کیا اور نہ تیری شایانِ شان مہمانی کی اب تو ہم سے عنقریب رخصت ہونے والا ہے۔ ہم تجھ کو کس منہ سے الوداع کہیں۔ تو ہمیں فلاحِ دارین کا تمغہ عطا کرنے کے لیے آیا۔ ہم نے تیری طرف سے منہ پھیر لیا۔ اور فلاحِ دارین کے راستے سے ہٹ کر خسر الدنیا والآخرۃ کا راستہ اختیار کیا۔ تو ہمیں متقی کا سرٹیفکیٹ دینے کے لیے آیا۔ ہم نے فسق و فجور کو تقوے پر ترجیح دی۔ تیری آمد پر اللہ تعالیٰ نے دوزخ کے دروازے بند کر دیئے اور جنت کے دروازے کھول دیئے۔ مگر ہم نے اپنی شامتِ اعمال سے اپنے اوپر جنت کے دروازے بند کر لئے۔ اور دوزخ کے دروازے کھول لئے۔ تیری آمد پر شیاطین پا بزنجیر کر دیئے گئے۔ مگر ہم خود شیطان سیرت بن گئے۔ الغرض ہمیں اپنی بدبختی کا پوری طرح احساس ہے اور ہمارے سر ندامت سے جھکے ہوئے ہیں۔

اے خیر و برکت کے مہینے! تو ہم سے ایک سال کے لئے جدا ہو رہا ہے۔ اگرچہ ہم نے تیری حق المقدور عزت نہیں کی۔ لیکن اس کے باوجود ہم تجھے الوداع کہتے ہیں۔ اس لئے کہ

ع رسم دنیا بھی ہے موقعہ بھی ہے دستور بھی ہے

ہمیں اس کا احساس ہے کہ چند روز بعد ہم سے رخصت ہو کر تو بارگاہ رب العزت میں حاضر ہوگا۔ اور وہاں ہمارے خلاف رپورٹ پیش کرے گا اگرچہ وہ خود علیمٌ بذات الصدور ہے لیکن تیری رپورٹ سن کر اللہ تعالےٰ کا غیظ و غضب ہمارے خلاف اور بھڑکے گا۔

ہمارا ماحول بگڑا ہوا ہے۔ ہمارے مغرب زدہ حکمرانوں اور انکی بیگمات نے ہمیں اسلام سے ہٹا کر الحاد و زندقہ کی راہ پر ڈال دیا ہے۔ خیر القرون سے بُعد کی وجہ سے ہمارے ایمان کمزور ہو گئے ہیں۔ اپنی سیاہ بختی کے باوجود ہم اللہ تعالیٰ کی رحمت سے نا اُمید نہیں اور تجھ سے اُمید رکھتے ہیں کہ تو ضرور ہماری شفاعت کرے گا۔ اللہ تعالیٰ مقلب القلوب ہیں۔ ممکن ہے کہ وہ تیری شفاعت کی برکت سے ہمیں آئندہ سال تیری قدر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اے معزز مہمان! جا اور ہماری شفاعت کی درخواست ساتھ لے کر بارگاہ الٰہی میں جا! تیرا خدا حافظ۔

عید مبارک

رمضان المبارک کو الوداع کہنے کے بعد ہم اپنے قارئین کرام کی خدمت میں عید الفطر کے موقعہ پر ہدیہ تبریک پیش کرتے ہیں۔ عید کی حقیقی خوشی تو اُن لوگوں کو ہوگی۔ جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے رمضان المبارک کے دنوں میں صحیح معنوں میں روزے رکھے اور رات کو قیام کیا۔ ہمیں یقین ہے کہ قارئین کرام کی اکثریت اسی قسم کے حضرات کی ہے۔ معدودے چند حضرات کسی وجہ سے اس نعمت سے محروم بھی رہ گئے ہوں گے۔ ہماری دُعا ہے کہ اللہ تعالےٰ ان کو بھی پہلی قسم کے حضرات کی برکت سے عید کی حقیقی خوشی کا مستحق قرار دیدے

شنیدم کہ در روزِ اُمید و بیم
بداں را بہ نیکاں بہ بخشد کریم

اس لیے ہم خلوصِ دل سے اپنے تمام قارئین کرام کی خدمت میں **عید مبارک** عرض کرتے ہیں۔ ہماری دُعا ہے کہ اللہ تعالےٰ سب کے روزے قبول فرمائیں اور سب کو عید کی حقیقی خوشی نصیب فرمائیں۔ آمین یا الٰہ العالمین

مجلس ذکر

جیسا کہ پہلے اعلان کیا جا چکا ہے۔ رمضان المبارک کے بعد مجلس ذکر مورخہ ۲۵ اپریل کو منعقد ہوگی۔ بیرونجات سے مجلس ذکر میں شریک ہونے والے حضرات نوٹ فرما لیں۔ اس مجلس ذکر کی روئیداد انشاء اللہ تعالیٰ ۲ مئی کے شمارہ میں ہدیہ قارئین ہوگی۔ وما توفیقی اِلّا باللہ

جمعۃ الوداع نمبر

زیر نظر شمارہ جمعۃ الوداع نمبر ہے اس کے پیش کرنے کے لئے ادارہ تیار نہ تھا۔ لیکن خداوند تعالےٰ نے اپنی رحمت سے اس کے شائع ہونے کے اسباب خود مہیا کر دیئے۔ یہ شمارہ معمول سے زیادہ ۲۸ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس لئے اس کی قیمت بھی ۶/ مقرر کی گئی ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ یوم الجمعہ ۲۸ رمضان المبارک ۱۳۷۷ھ مطابق ۱۸ اپریل ۱۹۵۸ء

پاکستان بنانے کا مطالبہ

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

برادران اسلام اور معزز خواتین۔ آپ کو یاد ہوگا جب ہندوستانیوں کی متحدہ کوشش سے انگریز ہندوستان سے دستبردار ہونے لگا۔ اس وقت مغربی پاکستان کے مسلمان مردوں اور عورتوں نے انگریز سے مطالبہ کیا کہ ہندوستان کی سر زمین میں سے ایک ٹکڑا علیحدہ کرکے ہمیں دے تاکہ ہم اس خطہ میں اسلام کی حکومت قائم کرسکیں۔ ہندو اور سکھ مسلمانوں کے اس مطالبہ کے خلاف تھے۔ وہ چاہتے تھے کہ متحدہ ہندوستان ہی رہے انہیں یہ خیال تھا کہ ہندو اور سکھ دونوں آج کل ہندوازم کی دونوں شاخیں ہیں۔ اور اسلام بالکل ایک مستقل اور الگ مذہب ہے۔ اس لئے ہم دونوں مل کر مسلمانوں پر حکومت کریں گے۔ ادھر مسلمان بھی ہندو کی تنگ ظرفی سے انگریز کی سلطنت کے دور ہی میں سخت نالاں تھا۔ اگر ایک محکمے میں ۹۸ ہندو اور سکھ ہوتے۔ اور فقط ۲ فیصدی مسلمان ہوتے تو ان کی ذہنیت یہ تھی کہ ان دو مسلمانوں کی جگہ بھی ہندو یا سکھ بھرتی ہو جائیں۔ تو بہتر ہے۔ اس لئے مسلمانوں نے

پاکستان کے مطالبہ کو

اپنی قوم کی زندگی اور بقا کے لئے ایک نہایت ہی ضروری امر قرار دیا۔ اور اس مطالبہ کی کامیابی کے لئے خوب پروپیگنڈا کیا۔ حتیٰ کہ اس پروپیگنڈا کے سلسلہ میں سینکڑوں کی تعداد میں شہر لاہور میں پردہ دار عورتوں کے جلوس بھی نکالے گئے۔ جن کا نعرہ یہ ہوتا۔ "پاکستان لے کر رہیں گے۔ دینا پڑیگا" خدا کی قدرت بالآخر اللہ تعالےٰ نے مسلمانوں کی دعا قبول فرمائی اور مسٹر جناح مرحوم نے مسٹر گاندھی سے لڑ جھگڑ کر یہ مطالبہ منظور کرا ہی لیا۔ اس مطالبہ کے منظور ہونے کے بعد ہندو اور سکھ دونوں سیخ پا ہوگئے۔ سکھ مسلمانوں کے پاکستان کے مطالبہ کے وقت ہی یہ کہہ رہے تھے۔ کہ اگر مسلمانوں کا مطالبہ منظور کر لیا گیا۔ تو ہم پنجاب میں خون کی ندیاں بہا دینگے۔ اسی بنا پر پاکستان کا اعلان ہوتے ہی مشرقی پنجاب میں

مسلمانوں کا قتل عام

شروع ہوگیا۔ یہ تعداد زبان زد خلائق ہے کہ مشرقی پنجاب میں دس لاکھ مسلمان قتل ہوا ہے اور تقریباً ۵۰-۶۰ ہزار مسلمان عورتیں سکھوں کے قبضہ میں چلی گئیں۔ اس قتل کے مقابلہ میں مسلمانوں نے بھی ہندو اور سکھوں کو قتل کرنا شروع کیا۔ مگر چونکہ رحمۃ للعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت ہے اور اس کے پیغمبر کی تعلیم قرآن مجید اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی صورت میں بعینہٖ صحیح سالم ان کے پاس موجود ہے اس لئے مسلمان اتنا بے رحم نہیں ہے جتنا کہ سکھ ہے۔ اس لئے مسلمانوں نے بھی ہندو اور سکھ کو قتل تو کیا۔ مگر ان کے مقابلہ میں بہت ہی کم کیا۔ گویا کہ مسلمان نے ۱۰ لاکھ جانوں اور ۵۰-۶۰ ہزار اپنی بہو بیٹیوں کی عصمت کی قربانی دے کر پاکستان حاصل کیا۔

اس کے علاوہ

دہلی کے شہر میں دس ہزار مسلمانوں کا قتل ہونا اور دہلی کے ارد گرد ۴۰ ہزار مسلمانوں کا قتل ہونا اس کے علاوہ صوبہ بہار میں مسلمانوں کا قتل عام ہونا۔ یہ سب چیزیں پاکستان کی قیمت کے سلسلہ میں شامل ہیں۔

مسٹر لیاقت علی خاں مرحوم کی تقریر کے اقتباسات کہ پاکستان کا نظام کیسا ہوگا

از انقلاب ۹ مارچ ۱۹۴۹ء

۱۔ "دستور میں ان اصولوں کو ان کی اس تشریح کے مطابق ملحوظ رکھا جائے گا۔ جو اسلام نے کی ہے۔"

۲۔ "کیونکہ اسلام نے دنیا کو جن عظیم الشان نعمتوں سے مالامال کیا ہے۔ ان میں سے ایک عام انسانوں کی مساوات بھی ہے۔ اسلام نسل رنگ اور نسب کے امتیازات کو تسلیم نہیں کرتا۔ انحطاط کے دور میں بھی اسلامی معاشرہ ان تعصبات سے نمایاں طور پر پاک تھا۔ جنہوں نے دنیا کے دوسرے حصوں میں انسانوں کے باہمی تعلقات کو زہر آلود کر دیا تھا۔

۳۔ "قرار داد کی اگلی دفعہ میں درج ہے۔ کہ مسلمانوں کو اس قابل بنایا جائے کہ وہ انفرادی اور اجتماعی طور پر اپنی زندگی کو اسلامی تعلیمات و مقتضیات کے مطابق جو قرآن مجید اور سنت رسولؐ میں متعین ہیں۔ ڈھال سکیں۔ یہ امر بالکل ظاہر ہے کہ اگر مسلمان کو اس قابل بنایا جائے۔ کہ وہ اپنی زندگی اپنے مذہب کی تعلیمات کے مطابق بنالیں۔ تو اس پر کسی غیر مسلم کو اعتراض نہیں ہوسکتا۔"

۴۔ "مملکت ایک ایسا ماحول پیدا کریگی۔ جو ایک حقیقی اسلامی معاشرے کی تعمیر میں ممد و معاون ہو۔"

۵۔ "مملکت کے لئے لازم ہے کہ وہ مسلمانوں کی سرگرمیوں کی اس طرز پر رہنمائی کرے کہ ایک ایسا نیا عمرانی نظام قائم ہو جائے۔ جو اسلام کے بنیادی اصول پر مبنی ہو۔ جس میں جمہوریت۔ حریت۔ رواداری اور عمرانی عدل شامل ہوں۔"

۶۔ "کوئی مسلمان ایسا نہیں ہوسکتا جس کا اس پر ایمان نہ ہو۔ کہ کلام اللہ اور اسوۂ رسولؐ ہی اس کے روحانی فیضان کے بنیادی سرچشمے ہیں۔ ان کے متعلق مسلمانوں کے مابین کوئی اختلاف رائے نہیں ہے۔ اور اسلام کا کوئی فرقہ نہیں ہے جو انہیں تسلیم نہ کرتا ہو۔"

۷۔ "ہمارا مقصد اقتصادی نظام کو اسلام کے بنیادی اصول پر تعمیر کرنا ہے۔ کیونکہ یہ دولت کی بہتر تقسیم میں اور ناداری کو رفع کرنے میں مدد دیتے ہیں۔"

اب کیا ہو رہا ہے

مسٹر لیاقت علی خاں مرحوم کے مذکورۃ الصدر اعلانات کے بعد اب کیا ہو رہا ہے اور اندازہ لگائیے۔

ملک غیر شعوری طور پر تباہی کی طرف جا رہا ہے اس کے متعدد ثبوت

۱

محمد افضل ملک ۳۴ بروم ہوسٹل لاہور

از پاکستان ٹائمز لاہور ۲۷/۵/۹

"ہم نہایت نازک دور سے گزر رہے ہیں۔ اضطراب۔ غیر یقینی۔ نا امیدی اور خوف ہماری قومی زندگی کے ہر شعبہ میں تجاوز کر گیا ہے۔ ہماری معاشی حالت خطرناک ہے۔ قیمتیں زیادہ اور حکومت کی آمدنی کم ہوگئی ہے۔ ہماری انتظامیہ غیر مستعد اور بد اخلاق ہے۔ تجارت کے حلقہ اثر میں بلیک مارکیٹ اور بد دیانتی بغیر کسی رکاوٹ کے پورے عروج پر عمل پذیر ہے۔ ہماری معاشرتی زندگی کے حلقہ میں شراب خواری۔ جوئے بازی۔ قتل۔ اغوا اور آبرو ریزی شدت سے موجود ہے۔ اور ہماری سیاسی زندگی میں بے اصولی۔ فتنہ انگیز جھگڑے

روز مرّہ ہیں ۔"

غور سے پڑھیں

باشندگان مغربی پاکستان کا فرض ہے کہ محمد افضل صاحب کے بیان کو غور سے پڑھیں۔ یہ بیان کسی مولوی کا نہیں۔ ایک انگریزی تعلیم یافتہ نوجوان کا ہے۔ جس نے پاکستان کے سب سے موقر اخبار پاکستان ٹائمز میں شائع کیا ہے۔ گزشتہ قوموں کی تاریخ کا مطالعہ کیجئے۔ اور پھر فیصلہ کیجئے۔ کہ ایسی قوموں کا کیا حشر ہوا کرتا ہے۔

اخبار آزاد مورخہ ۲۳ مارچ ۱۹۵۸ء صـ ۳

۲

پاکستانی راہ نماؤں کے متعلق

اسلامی جمہوریہ پاکستان: ۔ اگر اسلام کے اصولوں پر چلنے کا ارادہ نہیں اور زندگیوں کو اسلامی سانچے میں ڈھالنے کی آرزو نہیں ہے تو خدا کے لئے اسلام کے حال پر رحم فرمائیے اور جگہ جگہ اسلام کے مقدس نام پر عوام کو بیوقوف نہ بنائیے سہروردی صاحب کی یہ باتیں بڑی تلخ تھیں مگر مبنی بر حقیقت تھیں۔ الحمد للہ کہ سہروردی کے اسرار اور مخالفت کے باوجود اسلامی تقاضوں کے مطابق اسلامیہ جمہوریہ کی بنیاد تو رکھ دی گئی۔ اب اگر قرآن اور سُنّت کی روشنی میں چلنا ہے تو ہمیں بجا طور پر فخر محسوس ہونا چاہیئے۔ کہ نام کی برکت سے صحیح منزل کی نشاندہی تو ہوگئی ہے۔ مسلمان قوم کو یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ اپنے رہنماؤں اور سربراہوں کو بے راہ روی سے روکیں غیر اسلامی راہوں پر چلتا دیکھیں تو انہیں ٹوکیں۔ آج جب ہم یوم جمہوریہ بڑی تزک و احتشام سے منا رہے ہیں ہمیں اپنے دلوں کو ٹٹول کر ضمیر کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے یہ فیصلہ کرنا چاہیئے۔ کہ بحیثیت مسلمان ہمارا کیا فرض ہے۔ اسلامیہ جمہوریہ پاکستان کے سربراہوں کو بھی گریبانوں میں مونہہ ڈال کر کم از کم یہ تو دیکھ لینا چاہیئے کہ وہ جو کچھ کر رہے ہیں اُن کی زندگیاں جس ڈگر پر چل رہی ہیں کیا اسلامیہ جمہوریہ پاکستان کے سربراہوں کو انہی طور طریقوں اور انہی راہوں پر چلنے کی اجازت ہے؟ کیا انہی راہوں کو قرآن اور سُنّت کی روشنی میں صراطِ مستقیم کہا جا سکتا ہے۔ ہم یہ تقاضا نہیں کرتے کہ صدر مملکت۔ وزیر اعظم یا وزیر اعلیٰ راتوں کو گلی کوچوں میں چل پھر کر دیکھیں کہ رعایا کا کوئی بچّہ بھوکا تو نہیں۔ یا بھوکے بچّوں کی ماں ذمہ داروں کو کوس تو نہیں رہی۔ یہ اُن نیکو کاروں کے زمانے کی ریت ہے۔ جب اللہ سے باتیں کرنے والے پیغمبرؐ کے رفیقوںؓ کی حکومت تھی۔ یہ سُہانا خواب اب شرمندہ تعبیر ہونے سے رہا۔ مگر اتنا تو ہو جاتے کہ جب ہمارے سربراہ تر نوالے کھائیں۔ قوم کے بچّوں کو خُشک اور روکھی سوکھی تو میسّر آ جاتے۔ مالدار حاکم بیشک سربفلک عمارتوں میں شاندار زندگی بسر کریں مگر غریب عوام کو سر چھپانے کے لئے جھونپڑی تو ملنا چاہیئے۔ اعلیٰ درجہ کی نرم اور چمکیلی پوشاکیں پہنئے۔ مگر اتنا خیال رہے کہ غریب کی جوان بیٹی کو ستر ڈھانپنے کے لئے موٹا اور کھردرا کپڑا میسّر ہو سکتا ہے۔ یا وہ پھٹے پُرانے کپڑوں میں پیوند لگانے پر مجبور ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ ہمارے سربراہوں کا اس ٹھاٹھ باٹھ سے واپس آنا قدرے مشکل ہے۔ مگر انہیں تباہ حال قوم کی سربراہی کرنا مقصود ہے تو کچھ تبدیلی اپنے اندر پیدا کرنا ہوگی۔ قوم کی جانب عملی ہمدردی کا ایک قدم بڑھا دیجئے پھر دیکھئے کہ مسلمان قوم کس طرح بے تابانہ سربراہوں کی جانب دوڑتی ہے اور ایک اشارہ پر کس طرح جاں نثار کرنے پر تیار ہو جاتی ہے۔ یوم جمہوریہ منانے کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ آج کے دن ہمارے سربراہ یہ فیصلہ اور مصمم ارادہ کرلیں کہ جن مشکلات میں قوم اس وقت گھر چکی ہے ہمّت سے کام لیکر ان مشکلات سے عوام کو چھٹکارا دلا کر دم لینا ہے۔ تب آج کا دن ملک و ملت کے لئے مبارک دن شمار ہو سکتا ہے۔ خدا ہم سب کو صحیح مسلمان بننے کی توفیق دے۔ اور ہمیں اس قابل بنا دے کہ ہم اسلام کے بتائے ہوئے سیدھے راستے پر چل سکیں۔ تاکہ ہماری دُنیا و آخرت دونوں سدھر جائیں آمین ۔

اخبار آزاد مورخہ ۲۳ مارچ ۱۹۵۸ء صفحہ ۸

۳

جمہوری اقدار سے انحراف

۲۳ مارچ ۱۹۵۸ء کا مبارک روز ہمارا تیسرا "یوم جمہوریت" ہے یعنی پاکستان کے آئین کے نفاذ کو پورے دو برس گزر چکے ہیں۔ لیکن آئین کا بنیادی تقاضا جنرل الیکشن ابھی تک مصلحت کوشیوں کے سرد خانے میں دبا ہوا ہے۔ یہ جمہوری اقدار سے ایک ایسا انحراف ہے جس سے پورے عالم کی نگاہوں میں ہمارا وقار محبوب کی نظروں سے گرے ہوئے دل کی صورت اختیار کر گیا ہے۔ کاش ارباب اختیار اس امر کا احساس کر سکیں۔

اگر ہم اپنے ماضی کا جائزہ لیں تو یہ بات چھپی نہیں رہتی کہ ہم اپنی خود غرضیوں اور مطلب پرستیوں کے جنون میں ایسے پاگل ہو جاتے ہیں کہ جمہوری قدریں جو ہمارے آئین کی جان اور روحِ رواں ہیں ہمارے دستِ جنوں سے گریبانِ عاشق کی طرح تار تار ہو جاتی ہیں۔ نہایت کرب و اضطراب کے ساتھ ہم اُن واقعات و کوائف کی نشاندہی پر مجبور ہیں جن سے جمہوریت پسندی کے بھرم کو شدید جھٹکے محسوس ہوتے ہیں . . . . .

یہ پانچ بڑے اور اہم حادثے ہیں جن پر ہمارے مُلک میں سیاسی اقدار سے انحراف کیا گیا ہے۔ بدقسمتی سے ہر موقع پر مختلف پارٹیاں دھاندلی کا شکار ہوئیں۔ اور مختلف پارٹیوں نے دھاندلی مچائی جس کی وجہ سے عوام کو یقین ہو گیا کہ کوئی پارٹی بھی صحیح جمہوری قدروں کا پاس نہیں کرتی بلکہ حصولِ اقتدار ہر جماعت کے پیشِ نظر ہے۔ اس لئے تقریباً تمام پارٹیوں سے عوام کا اعتماد اُٹھ چکا ہے۔ اور جو لوگ سیاسی جماعتوں میں شامل ہیں وہ کسی مقصد یا نصب العین کے باعث نہیں بلکہ دھڑا بندی کی وجہ سے ہیں۔

ان ہنگاموں اور نبرد آزمائیوں سے عوام کو نالاں دیکھ کر بعض سیاسی گرگ ہائے باراں دیدہ نے جمہوریت ہی کے خلاف پروپیگنڈا شروع کر دیا ہے حالانکہ یہ حالات جمہوریت کے پیدا کردہ نہیں بلکہ جمہوری اقدار سے انحراف کے پیدا کردہ ہیں۔ ایسے نازک موقع پر جمہوریت دوستوں کا فرضِ اولین ہے کہ وہ رائے عامہ کو بتائیں کہ ان سنگین واقعات کی ذمہ دار جمہوریت نہیں بلکہ جمہوریت کشی ہے۔

روز نامہ نوائے وقت مورخہ ۱۸ مارچ ۱۹۵۸ء صفحہ ۴

۴

صدر مملکت بھی قوم کے لیڈروں سے بدظن ہیں کہ یہ لوگ پاکستان کو ختم کرنا چاہتے ہیں

صدر سکندر مرزا نے گزشتہ ایک ہفتہ میں دو مرتبہ سیاسیاتِ ملکی پر تبصرہ کرتے ہوئے بڑی صاف گوئی سے کام لیا ہے . . . . . .

صدر کے انٹرویو اور اُن کی تقریر دونوں کے مطالعہ سے یہ بات واضح ہے کہ صاحبِ موصوف ملک کے موجودہ حالات سے غیر مطمئن ہیں۔ وہ موجودہ لیڈروں (یا سرکاری لیڈروں) کے بارہ میں کسی حسنِ ظن میں مبتلا نہیں بلکہ اُن کا خیال یہ ہے کہ اگر عام انتخابات کے بعد بھی انہی یا اسی قسم کے لوگوں کو برسرِ اقتدار آنا ہے تو پھر عام انتخابات سے بھی کوئی فرق نہیں پڑیگا۔ صدر سکندر مرزا سیاسی لیڈروں کی نت نئی قلابازیوں اور خود غرضیوں کے مظاہروں سے بھی بیزار نظر آتے ہیں۔ . . . . .

صدر مرزا نے بالکل درست کہا ہے کہ

محض اتفاق یا حادثہ نہیں کہ یہ ملک کی خارجہ پالیسی کی مخالفت میں پیش پیش بھی یہی عناصر ہیں جو ایک یونٹ کی مخالفت میں پیش پیش ہیں۔ ان کے اپنے عقاید و مقاصد میں اختلاف موجود ہے کسی کا رُخ دہلی کی جانب ہے کسی کا ماسکو کی طرف مگر وحدت مغربی پاکستان کو ختم کرنے کے مقصد پر یہ سب متفق ہیں۔ ایک پاکستان کو بھارت کا تابع بنانا چاہتا ہے دوسرا روس کا مگر پاکستان کے اسلامی کیرکٹر کو ختم کرنے کا نصب العین دونوں کا مشترک نصب العین ہے . . . . .

پاکستان کو اپنی حماقتوں۔ اپنی نالائقیوں اور اپنی خود غرضیوں سے کون کمزور کر رہا ہے۔ اور وہ کون سے عناصر ہیں جو پاکستان کو بھارت یا روس کی جھولی میں ڈالنا چاہتے ہیں۔ صدر مملکت سے بہتر کون جانتا ہے کہ بعض ایسے افراد اور ایسے عناصر اس وقت مرکزی اور صوبائی وزارتوں میں بھی شامل ہیں یا کم از کم برسر اقتدار کولیشن پارٹیوں میں ضرور شریک ہیں۔ صدر مملکت یہ فرماتے ہیں کہ کچھ عناصر ملک کو تباہ کرنے کے درپے ہیں ہم اُن سے یہ پوچھتے ہیں کہ ایسے عناصر خود وزارتی پارٹیوں کے ساتھ اور اُن کی پناہ میں اپنے ناپاک مشن میں لگے ہوئے ہیں۔ کیا صدر مملکت کی طرف سے محض ان سے بیزاری کا اظہار ہی کافی ہے یا وہ حلف جو صدر نے اپنا عہدہ سنبھالتے وقت اٹھایا تھا، کسی عمل کا بھی مقتضی ہے؟

روزنامہ کوہستان لاہور مورخہ ۱۹ر مارچ ۱۹۵۸ء صفحہ ۲

۵

برسر اقتدار طبقہ کس طرح بددیانتی کر کے آگے آتا ہے

مسلم لیگ اسمبلی پارٹی کے ایک مقتدر رکن قاضی مرید احمد نے اسمبلی کے سامنے حلفیہ بیان دیتے ہوئے انکشاف کیا ہے کہ ایک ری پبلکن وزیر نے مجھے ووٹ کی خاطر پچاس ہزار روپیہ نقد اور دس مربع زمین دینے کی پیش کش کی تھی۔ قاضی مرید احمد نے کہا کہ میں وزیر اعلیٰ اور اپوزیشن لیڈر سے ثالثی کرانے کے لئے تیار ہوں اگر میرا دعوےٰ غلط ثابت ہو تو صوبائی اسمبلی کی رکنیت سے مستعفی ہو جاؤنگا۔ قاضی صاحب نے مزید کہا کہ یہاں تک وزیر اعظم نے بھی مجھے رپیلکن پارٹی کو ووٹ دینے کے لئے کہا تھا۔ اس کے بعد مجھے قتل کے ایک جھوٹے مقدمے میں پھنسا دیا گیا۔ مجھے پیشکش کی گئی کہ اگر میں وزیر اعظم کا مشورہ قبول کر لوں تو یہ مقدمہ واپس لیا جا سکتا ہے۔ لیکن میں نے یہ کہہ کر یہ . . . پیشکش مسترد کر دی کہ میرا ووٹ بکاؤ مال نہیں۔

روزنامہ نوائے وقت لاہور مورخہ ۹ر فروری ۱۹۵۸ء صفحہ ۲

۶

کیا ہمارے وزیر اعظم کا یہ اقدام قرار داد مقاصد کے خلاف نہیں ہے

مشرقی پاکستان کے ہندو کانگرسی لیڈر مسٹر بی۔ کے داس کو پاکستان میں وزیر تعلیم و صحت مقرر کیا گیا ہے۔ ہمیں افسوس ہے کہ ہم اس تقرر کا خیر مقدم نہیں کر سکتے اور ملک فیروز خاں نون کو اس حسن انتخاب پر داد نہیں دے سکتے۔ . . .

ہمیں اس امر پر بھی سخت اعتراض ہے کہ اعلےٰ ذات کے ایک ہندو کانگرسی لیڈر کو جمہوریہ اسلامیہ پاکستان میں تعلیم کا وزیر مقرر کیا گیا ہے۔ کیا یہ تقرر اس نصب العین کے مطابق ہے۔ کہ حکومت مسلمان پاکستانیوں کی زندگیوں کو اسلامی قالب میں ڈھالنے کی کوشش کریگی؟ کیا نسلِ نو میں اسلام اور پاکستان کی محبت پیدا کرنے کا طریقہ یہی ہے۔ کہ اعلےٰ ذات کے ایک ہندو کو وزیر تعلیم مقرر کیا جائے؟ ملک صاحب مسٹر داس کو وزیر مقرر کرنے پر مجبور ہی تھے تو کیا ان صاحب کو کوئی دوسری وزارت نہیں پیش کی جا سکتی تھی؟ انہیں وہی وزارت کیوں پیش کی گئی۔ جو ہمارے بچوں اور بچیوں کو جس سانچے میں چاہے ڈھال سکتی ہے یا بدرجہ اقل جس سانچے میں ڈھلنے سے روکنا چاہے روک سکتی ہے؟

روزنامہ آزاد لاہور مورخہ ۱۸ر جون ۱۹۵۷ء صفحہ ۲

۷

وزراء کی تنخواہیں

اس ملک میں جہاں فی کس آمدنی برائے نام ہے۔ ہمارے وزراء کو گرانقدر مشاہرہ قبول نہیں کرنا چاہئے۔ اگر ان حضرات کے ضمیر بالکل مُردہ نہیں ہو چکے تو انہیں خود ہی فیصلہ کرنا چاہئے۔ کہ ہمارے ملک کے ایک صوبے میں جہاں خُدا کے نہ ماننے والوں نے ابھی ابھی وزارت سنبھالی ہے۔ وزیروں کی تنخواہ ساڑھے تین سو روپیہ ماہوار مقرر کی ہے۔ اب خدا کے ماننے والوں اور قرآن و سُنت کے مطابق حکومت کرنے والوں کو ضمیر کی آواز پر کان دھرنا چاہئے۔ ہم یہ تسلیم کئے لیتے ہیں کہ موجودہ ماحول میں وزراء کے لئے ساڑھے تین سو روپیہ ماہوار میں گزارہ کرنا بے انتہا مشکل بلکہ ناممکن نظر آتا ہے۔ مگر خدا کے لئے ساڑھے تین سو روپے اور ساڑھے تین ہزار کے فرق کو تو سمجھئے۔ اور خیال کیجئے کہ کافرنے اسلام کی جانب کتنی بڑی زقند لگا کر صحابہ کرامؓ کے قدم چومنے کی جسارت کی ہے اور ہم جو اسلام اسلام پکارتے اور سلف صالحین کا نام لے کر فخر و غرور سے دورِ اوّل کی داستانیں سُنتے سُناتے ہیں۔ ہم کدھر جا رہے ہیں۔

۸

کیا ایسا ملک تباہی کے گڑھے میں ڈوبنے سے بچ سکتا ہے

روزنامہ نوائے پاکستان مورخہ ۱۸ر اگست ۱۹۵۷ء صفحہ اوّل

(ملک میں فسادات سرکاری افسروں، سیاسی لیڈروں اور خود غرض رہنماؤں کے اشارہ پر ہوتے ہیں۔ ملک میں فسادات کرانے میں ۵۰ فی صد خود سرکاری افسروں اور حکومت کے کارندوں کا ہاتھ ہوتا ہے)

مولانا نے فرمایا کہ میں ایسی کئی مثالیں پیش کر سکتا ہوں۔ جہاں کہ سرکاری افسروں نے اپنے فرقہ کی حمایت کے لئے قانون کی مٹی پلید کی۔ لیکن آپ جانتے ہیں بعض باتیں مجمع عام میں کہنے کی نہیں ہوتیں۔ مغربی پاکستان کے وزیر اعلیٰ سردار عبدالرشید اگر اس موضوع پر مجھ سے معلومات حاصل کرنا چاہیں تو میں ایسے سرکاری افسروں کی فہرست پیش کر سکتا ہوں۔ آپ نے کہا جب تک حکومت اس موضوع پر تبادلہ خیال نہ کرے اس وقت تک میں ایسے دلائل و شواہد کی بنا پر یہی کہتا رہوں گا کہ ملک میں فسادات کرانے میں ۵۰ فیصدی خود سرکاری افسروں اور حکومت کے کارندوں کا ہاتھ ہوتا ہے۔ . . . . . .

بعض حضرات علماء دیوبند کے خلاف کفر کے فتوے لگاتے ہیں۔ کیا اس ملک میں ایک مثال بھی پیش کی جا سکتی ہے کہ علماء دیوبند کے خلاف کفر کا فتوے عائد کرنے والوں کو محض اس وجہ سے گرفتار کیا گیا ہو۔

آپ نے کہا کہ سیفٹی قوانین میں ایک دفعہ یہ بھی ہے کہ کسی کے خلاف اشتعال انگیز تقریر نہ کی جائے۔ اگر اشتعال انگیز ہمارے مبلغ کریں تو حکومت بے شک مقدمہ چلائے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ ملک میں کتنے مذہبی رہنما ہیں جو دوسرے لوگوں کے خلاف اشتعال انگیز تقاریر کرتے ہیں حکومت ایک ایسا مقدمہ بتائے جو ان لوگوں کے خلاف دائر کیا گیا ہو۔ آپ نے کہا ہم ملک میں امن و امان قائم کرنے کے سلسلے میں حکومت سے تعاون کرنے کے لئے ہر وقت تیار ہیں۔ لیکن حکومت کا بھی فرض ہے کہ وہ عوام سے تعاون کرے۔ اور ان کی ہر ممکن امداد کرے۔

۹

مختلف مذہبی فرقوں کی چپقلش کا اصلی سبب

روزنامہ نوائے پاکستان مورخہ ۱۱ اگست ۱۹۵۷ء صفحہ ۳

سب سے پہلے یہ بات قابل ذکر ہے۔ کہ ملک میں شیعہ۔ سُنی۔ دیوبندی بریلوی وغیرہ عنوان پر مسلمانوں میں جو خطرناک قسم کی کشیدگی اور خلفشار پائی جاتی ہے ، کی عمر تین چار سال سے زیادہ نہیں۔ ۱۹۵۳ء کے بعد ملک میں یکایک چھوٹے چھوٹے فرقوں اور مختلف مذہبی گروہوں کا باہمی تصادم در اصل ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت کا جواب ہے . . . . .

الغرض۔ اسلام دشمن طاقتوں نے ملک میں حق و صداقت کے وسیع اثرات زائل کرنے کے لئے مذہبی رہنماؤں میں پھوٹ ڈال دی اور اسلامی محاذ میں شگاف پیدا کر دیئے۔ بس پھر کیا تھا ملک میں دیوبندی۔ بریلوی۔ شیعہ۔ سُنی۔ بدعتی و وہابی وغیرہ عنوان پر ایسے ایسے جھگڑے اور تنازعات اُٹھ کھڑے ہوتے کہ ملک کا گوشہ گوشہ فتنہ و فساد کی آماجگاہ بن گیا اور نوبت بایں جا رسید کہ اسی بہاولپور ڈویژن میں دیوبندی بریلوی تنازعے کے سلسلے میں پانچ مسلمان موت کے گھاٹ اُتار دیئے گئے۔ اور اب یہ کہ شیعہ سُنی عنوان پر چھ مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلی گئی ہے۔ اسلام دشمن طاقتوں نے یہ کھیل اس لئے کھیلا ہے تاکہ وہ اہالیانِ ملک اور دوسری دُنیا پر یہ واضح کر سکیں کہ پاکستان کو ایک مذہبی ریاست بنانے کا سب سے زیادہ نقصان یہ ہُوا کہ مسلمان فرقہ دارانہ فسادات پر اُتر آئے۔ ان حالات میں اسلامی نظام کا تجربہ ناکام ثابت ہُوا۔ اور اب ملک کو سیکولر سٹیٹ بنانے کا اعلان کیا جاتا ہے۔

محترمہ فاطمہ جناح کی برسرِ اقتدار طبقہ سے شکایت
شیشے کے مکانوں میں بیٹھکر دوسروں پر سنگباری کرنیوالے

محترمہ فاطمہ جناح کے پیغام کا ایک حصّہ:

"میں پہلے بھی کئی دفعہ کہہ چکی ہوں کہ ایک خفیہ ہاتھ ہے جو ملک کی سیاسی گاڑی کے رستے میں روڑے اٹکا رہا ہے اور آپ کو اپنی پیاری منزل پر پہنچنے سے روکے ہوئے ہے۔ یہ آپ کا کام ہے۔ کہ اسے پہنچائیں۔ اور اسے اپنی راہ سے ہٹائیں۔ ہمارے ملک میں عوامی زندگی نے کوتاہیوں اور خرابیوں کے ہاتھوں بڑے دُکھ اُٹھائے ہیں لیکن اب کچھ دنوں سے ایک عجیب رجحان اُبھر رہا ہے۔ ابن الوقت خود غرض اور بے اصول لوگ جو سیاسی زندگی کو گندہ بنانے اور ملک کے اقتصادی اور انتظامی ڈھانچے کو نقصان پہنچانے کے ذمہ دار ہیں آزادی اور اعلےٰ اصولوں کے تذکرے کرنے لگے ہیں اور ضرر رسیدہ معصومیت کا جامہ اوڑھ کر اپنی بد اعمالیوں اور ناکامیوں کے لئے دوسروں پر الزام عائد کرنے کی کوشش کرنے لگے ہیں۔ حالانکہ قدیم زمانے سے یہ محاورہ مشہور ہے کہ "شیشے کے مکان میں رہنے والوں کو دوسروں پر پتھر نہیں پھینکنے چاہئیں" قومی مفاد کو سب سے زیادہ نقصان پہنچانے کے بعد محبِ وطن اور مصلح کا نقاب اوڑھ کر سامنے آنا کسی کو بتلائے فریب نہیں کرسکتا۔ قوم کو اصلی اور بناوٹی ہمدردوں میں امتیاز کرنا چاہیئے میں آپ کو تلقین کرتی ہوں کہ ملک میں جو کچھ ہو رہا ہے اسے خاموش تماشائی کی حیثیت سے نہ دیکھیں۔ (ترجمان اسلام ۱۴ مارچ ۱۹۵۸ء)

جب اتنے بڑے بڑے افسر رشوت خوار ہوں
پھر پاکستان اللہ تعالےٰ کے غضب سے
کیسے بچ سکتا ہے

روزنامہ نوائے وقت مورخہ یکم اپریل ۱۹۵۸ء صفحہ ۶

(۱) وزیر اعظم کے پولیٹیکل سیکرٹری پر چالیس ہزار روپیہ رشوت لینے کا الزام۔ مغربی پاکستان اسمبلی نے تین بل منظور کر لئے۔ (سٹاف رپورٹر)

لاہور ۳۱ مارچ۔ آج صوبائی اسمبلی میں بعض مسلم لیگی ارکان نے الزام عائد کیا کہ وزیر اعظم پاکستان ملک فیروز خاں نون کے پولیٹیکل سیکرٹری راجہ احمد علی نے گوجرانوالہ کے ایک شخص سے چالیس ہزار روپیہ رشوت لے کر اُسے چاول کی نقل و حمل کا پرمٹ دلانے کا یقین دلایا تھا۔ انہوں نے کہا مگر اس شخص کو رشوت دینے کا کچھ فائدہ نہ ہُوا۔ کیونکہ صوبائی حکومت نے اس رقم کی ادائیگی کے دوسرے دن چاول کی نقل و حمل پر سے پابندی اُٹھانے کا سرکاری اعلان جاری کر دیا تھا

(۲) مری امپرومنٹ ٹرسٹ کے انجنیر کو دو سال قید اور پانچ ہزار روپیہ جرمانہ۔ ٹھیکیدار کے ساتھ مل کر سرکاری رقم خرد بُرد کرنے کا الزام۔ (سٹاف رپورٹر)

لاہور ۳۱ مارچ۔ پراونشل سپیشل جج لاہور میاں مظفر الدین نے آج رشوت ستانی اور بددیانتی کے چار مختلف مقدمات میں پانچ افراد کو قید اور جرمانہ کی سزائیں دیں۔ ان میں ایک انجنیر۔ ایک ٹھیکیدار اور ایک انسپکٹر بحالیات شامل ہیں۔ مری کے ٹرسٹ انجنیر آغا حسن اقتال اور ایک مقامی ٹھیکیدار مسٹر نصیر الدین کو دو سال قید بامشقت اور پانچ پانچ ہزار روپیہ جرمانہ کی سزا سُنائی گئی ہے۔ عدم ادائیگی جرمانہ کی صورت میں انہیں مزید چھ چھ ماہ قید مشقت بھگتنی ہوگی۔ استغاثہ کی کہانی کے ، امپرومنٹ ٹرسٹ مری کے انجنیر آغا حسن اقتال نے ۱۹۵۵ء میں مسٹر نصیر الدین ٹھیکیدار کو مری کوہالہ روڈ پر جھاڑیاں وغیرہ صاف کرنے کے لئے چار ہزار نوّے روپے کا ٹھیکہ دیا ۔ اس سلسلہ میں موقع پر کوئی کام نہیں کرایا گیا۔ لیکن ٹھیکیدار نے آغا حسن اقتال کی مدد سے رقم وصول کر لی۔ اور یہ رقم ملزموں نے آپس میں تقسیم کر لی۔

جمہوریہ اسلامیہ پاکستان میں
گزیٹڈ افسروں تک بددیانت حکام

تمام صوبہ (مغربی پاکستان) میں ایک ہزار سے زائد سرکاری ملازم کے طور طریقہ جن میں ایک سو ستر گزیٹڈ افسر (اعلیٰ افسر) بھی شامل ہیں۔ محکمہ انسداد رشوت ستانی تحقیقات کر رہی ہے۔

گزیٹڈ افسر (اعلےٰ افسر) جن میں سی ایس پی (سول سروس پاکستان) پی۔ ایس۔ پی (پراونشل سروس پاکستان) سیشن جج۔ (پی۔ سی۔ ایس افسر (پولیس سروس پاکستان) اور پی۔ ڈبلیو۔ ڈی (پبلک ورکس ڈیپارٹمنٹ) کے اعلیٰ انجینیر شامل ہیں۔

ان افسران کے خلاف تحقیقات صوبائی حکومت کی منظوری سے کی جا رہی ہے۔ ان میں سے خاصی تعداد کے متعلق فوجداری مقدمات مختلف پولیس سٹیشنوں میں درج کر دیئے گئے ہیں۔ اُنہیں دھوکہ دہی، حکومت کے سرمایہ میں خرد بُرد، سرکاری ریکارڈ میں تحریف کرنے، رشوت، اقربا نوازی اور دوسرے جرموں کا الزام لگایا گیا ہے۔

تحقیقات سے معلوم ہُوا ہے کہ ایک درجن سے زائد ایسے سی، ایس، پی (سول سروس پاکستان) افسر ہیں۔ جن کے طور طریقہ کی تحقیقات کی جا رہی ہے۔ اور اس فہرست میں ڈویژنل (علاقائی) کمشنر کے عہدہ کے تین افسر شامل ہیں۔

ڈپٹی کمشنروں کی تعداد جو سی۔ ایس۔ پی اور پی۔ سی۔ ایس کے مستقل عملہ میں شامل ہیں۔ جو کہ چھ بتائی جاتی ہے۔

سات ایسے ڈسٹرکٹ اور سیشن جج ہیں جن کے خلاف تحقیقات محکمہ رشوت ستانی کے زیر غور ہے اور ان کے خلاف تحقیق مکمل ہونے کو ہے۔

محکمہ پولیس کے تقریباً (۱۶) سولہ افسروں کے طریق کار کا کھوج لگایا جا رہا ہے اور کم از کم (۶) چھ پاکستان پولیس افسران ان میں شامل ہیں۔

پی۔ ڈبلیو۔ ڈی کے محکمہ میں انجنیروں کی ایک خاصی تعداد بد اخلاقی کے مختلف مقدمات میں اُلجھے ہوئے بتائے جاتے ہیں۔ ان میں ایک

چیف انجنیئر۔ ایک ایڈیشنل چیف انجنیئر۔ چھ سپرنٹنڈنگ انجنیئرز۔ بارہ سے زائد ایگزیکٹو انجنیئرز تقریباً ۲۴۔ اسسٹنٹ انجنیئرز اور ایس۔ ڈی او تین ڈپٹی کلکٹرز شامل ہیں۔

پی۔ سی۔ ایس افسروں کی تعداد جو مختلف مقدمات میں اُلجھے ہیں تیس بتائی جاتی ہے۔ اور ان میں مجسٹریٹ درجہ اوّل مالگزاری اسسٹنٹ۔ انتقال جائداد کے آفیسرز اور محکمہ مال میں اس درجہ کے عہدہ رکھنے والے شامل ہیں۔

محکمہ انسداد رشوت ستانی کے قبضہ میں تمام صوبہ کے کم از کم پانچ (۵) مہتمم جنگلات اور چھ (۶) علاقائی جنگلات کے افسروں کے مقدمات ہیں

محکمہ صحت میں چار سول سرجن جن کے طریقہ کار میں تحقیقات۔ استفسار ہو رہے ہیں اور تحقیقات قریب الاختتام ہے۔

محکمہ تعلقات عامہ کے ایک اسسٹنٹ ڈائریکٹر کا طریق کار بھی زیر تفتیش بنایا جاتا ہے۔

ن نائب آباد کاری کمشنروں اور ایک ڈپٹی کمشنر آبادکاری افسر کے خلاف رشوت ستانی کے مقدمات کی اطلاع ملی ہے۔ ابھی دوسرے محکموں (محکمہ خوراک، ٹرانسپورٹ ڈیپارٹمنٹ، کواپریٹو ڈیپارٹمنٹ، محکمہ حیوانات) کے متعلق اطلاعات حاصل نہیں کی جا سکیں۔

ترجمہ پاکستان ٹائمز لاہور
۱۰ فروری ۱۹۵۸ء

گزیٹڈ افسر (اعلیٰ افسر)	۱۷۰
سول سروس پاکستان آفیسر	۱۲
پی، ایس، سی	۳
ڈویژنل کمشنر	
ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج / ڈپٹی کمشنر	۶ / ۷
محکمہ پولیس	۱۶

ہماری قوم کی یہ اخلاقی پستی

روزنامہ نوائے وقت ۱۰ مارچ ۱۹۵۸ء

وزیر اعظم ملک فیروز خاں نون نے پچھلے روز قومی اسمبلی میں ایک بیان دیتے ہوئے اس شرمناک واقعہ کا انکشاف کیا تھا کہ کراچی میں جوہری بازار کی لرزہ خیز آتش زدگی کے وقت جب تمام لوگ آگ کے شعلوں سے جنگ کرنے میں مصروف تھے کسی شخص نے پولیس کے ایک سپاہی پر چاقو سے حملہ کر دیا۔ یہ واقعہ ہماری اخلاق اور معاشرتی زندگی پر ایسا انتہائی بلیغ المناک اور تلخ تجربہ ہے۔ اور اس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ ہمارے ملک میں ایسے شقی القلب، خود غرض اور انسانیت دشمن لوگ بھی موجود ہیں جو دوسروں کے گھر جلا کر خود گرمی حاصل کرنے میں کوئی تکلیف محسوس نہیں کرتے۔ کسی قوم کے افراد کی اخلاقی پستی کی اس سے زیادہ انتہا کیا ہو سکتی ہے۔

یہ واقعہ اگر کسی ایک فرد کی ذہنیت کا مظہر ہوتا تو اُسے امن و قانون کا مسئلہ قرار دے کر حکومت سے یہ مطالبہ کافی ہوتا کہ مجرم کو عبرت ناک سزا دی جائے۔ لیکن یہ ایک حقیقت ہے۔ شرمناک اور ملال انگیز ـــ کہ یہ کوئی الگ تھلگ واقعہ نہیں ہے۔ بلکہ یہ ایک خاص ذہنیت کی غمازی کرتا ہے جو مختلف صورتوں میں ہماری زندگی کے اکثر شعبوں میں بڑی تیزی سے جڑ پکڑتی جا رہی ہے اور ہمیں اپنی روزمرہ کی زندگی میں اس کے لاتعداد مظاہر نظر آتے ہیں۔ غلہ کی قلت و..... کا اندیشہ ہو تو زمیندار اور دُکاندار زیادہ منافع کی حرص میں اناج ذخیرہ کر کے اس پر سانپ کی طرح بیٹھ جاتے ہیں۔ کوئی وبا پھیلے تو بازار میں دوائیں غائب ہو جاتی ہیں۔ غرض کوئی بھی ارضی یا سماوی آفت آئے بعض طبقے اس میں اپنے فائدے کا کوئی نہ کوئی بہانہ ضرور تلاش کر لیتے ہیں۔ اور وہ اپنے مخصوص و محدود مفاد کو فروغ دینے میں اتنے اندھے ہو جاتے ہیں کہ عبرت و زیاں کے تمام پہلو ان کی نظروں سے پنہاں ہو جاتے ہیں۔

اس سوال سے قطع نظر کہ اس ذہنیت سے ہماری قومی اور اجتماعی زندگی کو کتنا نقصان پہنچ رہا ہے۔ ان خود غرض لوگوں کو کم از کم یہی سوچنا چاہیئے۔ کہ وہ جو کچھ آج دوسروں کے لئے کر رہے ہیں وہی کل خود ان کے سامنے بھی آ سکتا ہے دوسروں کے راستے میں کنواں کھودنے والوں کی موت بھی کنوئیں میں گر کر ہی واقع ہوتی ہے۔ خشک سالی یا سیلاب سے فائدہ اُٹھا کر غلّے کے مُنہ مانگے دام وصول کرنے والے آخر یہ کیوں نہیں سوچتے کہ مُلک میں اگر کوئی وبا پھیل گئی تو انہیں اپنی یا اپنے اہل و عیال کی جان بچانے کے لئے معلوم نہیں کتنے جتن کرنے پڑیں لیکن ہمارے اہل وطن کا احساس اتنا ہی زیادہ ہوتا تو آج یہ رونا ہی کیوں ہوتا اور اس سے بھی انکار ناممکن کہ اگر غیرت و احساس، اور شرافت و اخلاق کو اسی طرح مردہ ہو جانے دیا گیا اور خود غرضی کا زہر یوں ہی رُوح میں سرایت کرتا گیا تو ہماری پوری قوم تنزل و انحطاط کے ایک ایسے غار میں گر جائے گی کہ اس سے نکلنا عرصہ تک ناممکن ہو جائے گا۔

ساری قوم کا رونا

یہ مرض چونکہ ہماری معاشرتی، اخلاقی اور اجتماعی زندگی کے مختلف شعبوں میں یکساں طور پر پھیل رہا ہے۔ اس لئے اس کا علاج بھی ایسا ہونا چاہیئے کہ ہماری زندگی کے تمام شعبوں کی اصلاح ہو سکے اس کے لئے تعزیر بھی ضروری ہے اور ترغیب بھی۔ جہاں حکومت کا یہ فرض ہے کہ وہ معاشرت دشمن عناصر کے ساتھ کوئی رعایت نہ کرے۔ اور ان کی سرکوبی کے لئے سخت قوانین بنائے وہاں ہمارے اہل علم طبقہ اور معاشرتی کارکنوں پر بھی یہ فرض عاید ہوتا ہے کہ وہ ایک منظم منصوبے کے تحت اس لعنت کا قلع قمع کرنے کی کوشش کریں۔

جمہوریہ اسلامیہ پاکستان میں ذمہ دار افسروں کی فضول خرچی

"امروز مورخہ ۱۸ اگست ۱۹۵۷ء"

سرکاری بنگلوں کی سجاوٹ میں اسراف۔ ٹیلیفون اور سرکاری کاروں کا بے جا استعمال۔ وزارتوں میں عملہ زیادہ ہے۔ اور ایک کام بار بار کیا جاتا ہے۔ بچت کمیٹی اکتوبر تک رپورٹ پیش کر دے گی۔

(امروز کے نمائندہ خصوصی سے)

کراچی۔ حکومت نے مرکزی دفاتر میں کفایت کی تجاویز پیش کرنے کے لئے جو کمیٹی مقرر کی تھی۔ وہ حکومت کو اپنی رپورٹ ستمبر یا اکتوبر میں پیش کر دیگی بیان کیا جاتا ہے کہ اس کمیٹی نے اب تک جو تحقیقات کی ہے اس سے یہ پتہ چلتا ہے۔ کہ سرکاری بنگلوں کی سجاوٹ میں اسراف سرکاری رہائش گاہوں کے ٹیلیفونوں کے زیادہ اخراجات زیادہ ہو گئے ہیں۔ کمیٹی نے اپنا کام جلد ختم کرنے کی کوشش کی۔ مگر اس میں زیادہ کامیابی نہ ہو سکی کیونکہ متعلقہ افسر مختلف وفود میں باہر دورے پر جاتے رہتے ہیں کمیٹی کے ارکان نے متعدد محکموں کے افسروں سے جو بات چیت کی ہے اُس میں یہ افسر اپنے محکموں کے فاضل عملے کو کم کرنے کو تیار نہیں ہیں۔ اکثر وزارتوں میں عملہ زیادہ ہے۔ اس کے علاوہ سات یا آٹھ وزارتوں میں ایک ہی کام کئی بار ہوتا ہے۔ کمیٹی کے ارکان نے اپنی تحقیقات کے دوران میں پتہ لگایا کہ سرکاری بنگلوں کی سجاوٹ پر جو رقم خرچ کی جاتی ہے اس پر یقین نہیں آتا۔ متعدد بنگلوں کی سجاوٹ پر چالیس۔ چالیس ہزار روپیہ خرچ ہوا ہے۔ اُن کا کہنا ہے کہ رہائش گاہوں پر جو ٹیلیفون لگے ہوئے ہیں اُن کے اتنے زیادہ بل نہیں آنے چاہئیں۔ کیونکہ وہ ذاتی ضرورت کے لئے نہیں لگائے گئے ہیں۔ اُن کو اس میں بھی کوئی تُک نظر نہیں آتی کہ سرکاری کاریں چھتیس ہزار میل سالانہ سفر طے کریں۔

چالیس افراد کا جمہوریہ اسلامیہ پاکستان کے خزانہ پر بلاوجہ بوجھ کیوں ڈالا گیا

روزنامہ نوائے وقت لاہور ۱۴ نومبر ۱۹۵۷ء

یہ خرچ ملک کیوں برداشت کرے

معاصر ڈان کراچی نے اپنے صفحہ اوّل پر اپنے خاص نامہ نگار کے حوالے سے یہ خبر شائع کی ہے پیرس ۱۲ نومبر صدر سکندر مرزا اور بیگم سکندر مرزا آج پیرس سے اپنے پہلے یورپی سرکاری دورہ پر لزبن چلے گئے قیام پیرس کے دوران صدر اور اُن کی بیگم شہزادہ علی خان کے مہمان تھے۔ مسٹر واجد علی اور اُن کی بیگم بھی شہزادہ کے ہاں ٹھہرے پارٹی کے باقی چالیس افراد کو سفارتخانہ نے پیرس کے ایک اوّل درجہ کے ہوٹل میں ٹھہرایا سفارت خانہ نے چھ موٹریں بھی ان لوگوں کے ذاتی استعمال کے لئے مہیا کیں۔ اگرچہ صدر کا دورہ پیرس نجی تھا۔ صدر کی پارٹی کے ہر ممبر کے لئے مذکورہ بالا سہولتیں کراچی سے حکومت کی ہدایت کے مطابق مہیا کی گئیں۔

یہ رپورٹ ہمارے لئے حیران کن ہے۔ صدر کا دورہ پیرس نجی تھا۔ سرکاری نہیں تھا۔ یا تو مرکزی حکومت کو اپنی رپورٹ کی تردید کرنی چاہیئے یا یہ بتانا چاہیئے۔ کہ نجی دورہ میں مذکورہ بالا چالیس افراد کے ہوٹل میں قیام اور اُن کے لئے موٹروں کا انتظام حکومت پاکستان کی ہدایت کے مطابق سفارت خانہ نے کیوں اپنے ذمہ لیا۔ ایک طرف نئی وزارت نے عہدہ سنبھالتے ہی یہ اعلان کیا تھا کہ وہ غیر ملکی دوروں پر قیمتی زرمبادلہ ضائع نہیں کرے گی۔ دوسری طرف ابھی نئی وزارت کی عمر پورے تیس دن بھی نہیں ہوئی۔ اور چالیس آدمیوں کے اس لشکر کے پیرس جیسے مہنگے شہر میں قیام کا خرچ سرکاری خزانہ پر ڈال دیا گیا۔ اگر پیرس کا دورہ نجی تھا سرکاری نہ تھا تو یہ خرچ یہ اصحاب خود برداشت کریں۔ غریب ملک کیوں برداشت کرے۔

حکومت کی طرف سے جوا بازوں کی ہمت افزائی

روزنامہ "احسان" مورخہ ۱۶ نومبر ۱۹۵۷ء

ریڈ کراس میلے میں جوئے کے چھ اڈے قائم کر دیئے گئے

قماربازوں کی حوصلہ افزائی کے لئے اپوا کے انتظامات

(نمائندہ خصوصی)

راولپنڈی۔ یہاں لیاقت باغ میں ریڈ کراس کی آڑ میں جوا بازی کے چھ اڈے قائم کر دیئے گئے ہیں۔ بتایا جاتا ہے کہ حکام نے یہ اقدام بعض جواری ذہنیت رکھنے والے افراد کی فرمائش پر کیا ہے۔ ان اڈوں میں قابل ذکر بات یہ ہے کہ اپوا کی طرف سے قریباً ہر اڈے کے ارد گرد دو چار دوشیزاؤں کی ڈیوٹی لگا دی گئی ہے۔ جو ماحول میں رنگینی اور دلکشی پیدا کرنے کے لئے اِدھر اُدھر منڈلاتی پھرتی ہیں۔ جُوا بازی کے اُن اڈوں پر پولیس کے سپاہیوں کے پہرے لگے ہوئے ہیں تاکہ ظاہر ہو سکے۔ کہ ملک میں جہاں ایک طرف پولیس معمولی جُوا بازوں پر چھاپے مار کر انہیں پکڑ لیتی ہے۔ وہاں دوسری طرف کچھ مقامات ایسے بھی ہوتے ہیں جہاں پولیس کی زیر نگرانی قوم کو جُوا کھلایا اور کھیلنے کے ڈھنگ سکھائے جاتے ہیں جوئے کے ان اڈوں کے ٹھیکے قوم کے بعض معزز شہریوں نے لے رکھے ہیں۔ حکام اس بات سے مطمئن نظر آتے ہیں۔ کہ جب جُوا اس طرح کھُلا ہوگا تو فاقہ زدہ اور اقتصادی طور پر نڈھال قوم اپنا سب کچھ داؤ پر لگانے کے لئے آن پہنچے گی۔ اور اس طرح اُن کا ایک لاکھ روپیہ جمع ہوگا۔ ایسا نظر آتا ہے کہ حکام کے نزدیک ایک لاکھ روپے کے بدلے قوم کے افراد کو جواری بنا دینے کا سودا کوئی مہنگا نہیں۔ انجمن خواتین کے ٹی سٹال پر گولڈ فلیک کا پیکٹ ایک روپیہ میں بکتا ہے۔ لیکن اُسے بلیک نہیں سمجھا جاتا۔ ریڈ کراس کا میلہ کل بھی جاری رہے گا۔ دوسرے پروگراموں کے علاوہ کل شام چار بجے موتی بازار اور مری روڈ کے ہیلتھ سنٹروں میں بچوں کی نمائش ہوگی۔ جس میں اچھے اور تندرست بچوں کو بیگم یزدانی ملک مری روڈ میں اور بیگم بشیر سہگل موتی بازار میں دو سو روپے کے انعامات تقسیم کرینگی۔

پاکستان صلیب احمر کے سایہ میں

ہفت روزہ الجماعت۔ کراچی۔ ۳۰ نومبر ۱۹۵۷ء

اگلے روز ایک دوست نے اصرار کے ساتھ دعوت دی تھی کہ ہمارے ساتھ چل کر پاکستان کی اسلامی مملکت کے دار الحکومت میں صلیب احمر کا میلہ دیکھیں۔ یہ عیسائیت کی عملی تبلیغ کا "سرکاری اجتماع" ذکل روڈ پر ینگ مین کرسچین ایسوسی ایشن" کے وسیع اور عریض احاطہ میں لگایا ہے۔ ہمیں وہ دوست صرف یہ دکھانے کے لئے لے گئے کہ اس عظیم الشان میلہ کے سب سے بڑے گیٹ پر اس قدر عظیم سرخ صلیب لکڑی سے تیار کی گئی ہے کہ اُس صلیب سے ہی بہت بڑا گیٹ بن گیا ہے اور اسلامی جمہوریہ کے تمام مسلمان مردوں اور عورتوں کو اس صلیبی گیٹ کے سایہ میں سے لازماً گزرنا پڑتا ہے۔ اس کے علاوہ ہر طرف سرخ صلیبوں کا ایک سیلاب ہے۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ ساری عیسائیت اور پادریوں کے لشکر کراچی میں جمع ہو گئے۔

جگمگاتی صلیب احمر

دُور سے ایک بہت بڑی سُرخ صلیب بجلی کی رنگین روشنیوں سے جگمگاتی ہوئی نظر آئی۔ رنگ برنگ کے بجلی کے قمقمے ایک لمحہ میں بجھتے پھر روشن ہو جاتے یہ ایک اتنی دیو ہیکل سرخ صلیب کا ڈھانچہ تھا۔ جس کا ایک بڑا گیٹ بن گیا ہے۔ اندر جو کھیل تماشے ہو رہے تھے وہ تو آج کل پاکستان کی زندگی کا گویا جزو بن گئے ہیں۔ لیکن سارے میلہ پر سرخ صلیب کی عظمت معاذ اللہ اس طرح حاوی کی گئی تھی کہ آدمی ایسا ہی محسوس کرتا تھا کہ اسلامی مملکت میں نہیں بلکہ عیسائیوں کے کسی شہر میں ہے۔ جہاں صلیب کے سایہ کے نیچے سب کچھ ہو رہا ہے۔

جوئے کا کاروبار

شہید لیاقت مرحوم کے عہد وزارت میں پاکستان کے شروع میں بیگم لیاقت علی خاں نے اپنی نگرانی میں صلیب احمر کا ایک اس سے بھی بڑا میلہ لگوایا تھا۔ اور اُس میں کراچی کے ممتاز مسلمان گھرانوں کی دوشیزہ لڑکیوں کے سٹال لگوائے تھے۔ مسلمان لڑکیاں پھولوں کے ایک بڑے سٹال میں پھولوں کے تحفے پیش کرتی تھیں وہاں لڑکیوں کے ساتھ اوباش لوگوں نے وہ سلوک کیا تھا اور اس قدر ہنگامہ ہُوا تھا کہ پولیس کو آکر مداخلت کرنی پڑی تھی اُس وقت بھی جوئے کے کافی سٹال لگائے تھے۔ ہم نے سارا میلہ تو دیکھا نہیں لیکن لوگ بتا رہے تھے کہ اس مرتبہ صلیبی میلہ لگا اُس میں بھی بڑے پیمانہ پر جوئے کا کاروبار ہو رہا ہے۔ یہ میلہ ہفتہ تک جاری رہا۔ حیرت ہے۔ کہ پاکستان کی اسلامی مملکت کے اندر سرکاری نگرانی میں اور سرکاری انتظامات کے ساتھ صلیب کا پرچم لہرایا جاتا ہے۔ اور صلیب کا سرخ نشان مسلمانوں کے دل و دماغ پر مسلط کر کے عیسائیت کی تبلیغ کے لئے میدان فراہم کیا جاتا ہے۔ کہا یہ جاتا ہے کہ زخمیوں اور بیماروں کے لئے چندہ جمع کیا جاتا ہے اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ مسلمان یہ تاثر لیں کہ صلیب احمر جو عیسائیت کا نشان ہے اُس کے زیر سایہ سب انسانی ہمدردی کے کام ہوتے ہیں۔ مسلمانوں کا کوئی ایسا اسلامی ادارہ نہیں جو زخمیوں بیماروں اور مصیبت زدہ لوگوں کی امداد کر سکے۔

سارے پاکستان میں صلیب احمر

صلیب احمر کا یہ سرکاری میلہ صرف کراچی میں منعقد نہیں ہوتا۔ پاکستان کے تمام اضلاع کے ڈپٹی کمشنر صاحبان صلیب احمر کے میلے سرکاری نگرانی میں لگواتے ہیں۔ آخر کیا بات ہے۔ کہ مرکزی حکومت پاکستان کی اسلامی غیرت اور حمیت اس قدر کیوں مردہ ہو چکی ہے۔ یہ لوگ اپنی کرسیوں کی ناپاک جنگ میں اس قدر محو ہیں کہ ان کو "صلیبی جنگوں" کی تاریخ سے ذرا بھی سبق حاصل نہیں ہوتا بھارت میں ہر چیز کو ہندو تہذیب کا رنگ دیا جا رہا ہے۔ لیکن پاکستان میں جہاں قرآن اور سنت کا دستور نافذ ہو رہا ہے۔ اتنی اتنی بڑی دیو ہیکل نئی نئی سرخ صلیبیں کھڑی کی جا رہی ہیں جو یہاں کبھی انگریزوں کے زمانہ میں بھی کھڑی نہیں کی گئی ہونگی۔ انگریزوں کو اپنی حکومت کے زمانہ میں بھی یہاں اس قسم کی جرأت نہ ہوئی۔

رہبران جمہوریہ اسلامیہ پاکستان کے گرے ہوئے اخلاق

"قومی اسمبلی میں شرمناک ہنگامہ۔ ممبر کھلم کھلا گالی گلوچ پر اتر آئے" آپ بے ایمان ہیں۔ اوئے بیٹھ جا۔ آپ بکواس کر رہے ہیں۔ باہر نکل کر دیکھو" کیا ایں ایں کرتا ہے۔ تمہارا لیڈر امریکہ میں عورتوں کی تصویریں لیتا پھرا" بدمعاش کہیں کے تہذیب سیکھو" ارے داڑھی تو بیٹھ جا، یہ ہیرا منڈی لاہور کے قابل ہے"۔ ڈپٹی اسپیکر نے ساری گالی گلوچ اسمبلی کے ریکارڈ سے خارج کرنے کی درخواست مسترد کر دی"

از جنگ کراچی مورخہ ۴ مارچ ۱۹۵۸ء

مسلمان قوم سے سوال

اے میری قوم کیا تو ہی نے اس قسم کے گرے ہوئے اخلاق والوں کو مملکت پاکستان کے چلانے کے لئے ووٹ دے کر بھیجا ہوا ہے؟

موجودہ دور کے راہنمایان قوم کا حال تو سن لیا۔ اس بدنصیب جمہوریہ پاکستان کی آئندہ باگ ڈور سنبھالنے والی نسل جدید کے اخلاق کا ملاحظہ فرمائیے۔

روزنامہ نوائے پاکستان ۲۰ فروری ۱۹۵۸ء

" ساٹھ فی صدی طوائفوں کی روزی کا دارومدار طلباء پر ہے۔ پولیس کے اعلیٰ حکام کے سامنے رپورٹ پیش کر دی گئی ہے"

سٹاف رپورٹر

لاہور۔ ۱۸ فروری معلوم ہوا ہے کہ لاہور کے بدنام ترین محلہ ہیرا منڈی (لاہور کا چکلہ) کا جائزہ لینے کے لئے اعلیٰ پولیس حکام نے جو پولیس افسر تعینات کئے تھے۔ انہوں نے ایک رپورٹ مرتب کر کے اعلیٰ حکام کو سپرد کر دی ہے۔ مزید معلوم ہوا ہے۔ کہ رپورٹ میں یہ انکشاف کیا گیا ہے۔ کہ ہیرا منڈی میں لاہور کے کالجوں اور سکولوں کے ساٹھ فیصدی طلباء ہر روز داد عیش دیتے ہیں

پاکستان میں اسلامی احکام کی توہین

مندرجہ ذیل پوسٹر ملاحظہ ہو۔

"اسلامی مملکت میں" "عریانی کا عروج"

سید نصرت حسن ڈپٹی کمشنر ملتان کی طرف سے اشتہار شائع ہوا ہے۔

۲۱، ۲۲ فروری ۱۹۵۸ء کو ملتان میں اولمپک کھیلیں ہوں گی۔ جن میں

بیس پچاس خواتین بھی حصہ لینگی

ظاہر ہے کہ یہ خواتین نیم عریاں لباس میں ہوں گی۔ اور مردوں کے شانہ بشانہ

"مقابلہ میں حصہ لیں گی"

غیر محرم مردوں اور عورتوں کا اختلاط اور ایسی مخلوط تقریبات میں خواتین کا بے حجابانہ حصہ لینا اسلام میں قطعاً ممنوع ہے اور اس بارے میں تمام دنیا کے جدید و قدیم علماء پوری طرح متفق ہیں۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ (الآیۃ)

اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم مومن مردوں اور عورتوں کو فرما دیجئے کہ وہ اپنی نظریں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے لعن اللہ الناظر والمنظور الیہ (مشکوٰۃ شریف) ص۲۷۰۔ اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو (غیر محرم عورتوں کو) دیکھنے والے پر اور اس پر جسے دیکھا جائے۔ علامہ اقبال مرحوم نے مسلمان خواتین کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا ؎

بتولے باش و پنہاں شو ازیں عصر
کہ در آغوش شبیرے بگیری

اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور میں کہا گیا ہے

دفعہ ۲۵ (۱) ایسے اقدامات کئے جائیں گے جن سے مسلمانان پاکستان اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی کو کتاب و سنۃ کے مطابق ترتیب دے سکیں ...... پھر دفعہ ۲۵ (۲) ج میں یہ طے کیا گیا ہے۔

"جہاں تک مسلمانان پاکستان کا تعلق ہے مملکت پاکستان لازماً اس بات کی کوشش کرے گی کہ ان کے اندر اتحاد اور اسلام کے اخلاقی معیاروں کی پابندی کو فروغ جائے"

ہم ملتان کے ڈپٹی کمشنر صاحب اور دوسرے متعلقہ حضرات سے دریافت کرتے ہیں کہ کیا قانوناً اخلاقاً اور شرعاً آپ کے لئے یہ روا ہے کہ آپ اس طرح کتاب و سنت کے احکام کو پامال کر کے ان کھیلوں میں نیم عریاں عورتوں اور مردوں کے بے حجابانہ اختلاط کو لازماً رائج کریں۔ الیس منکم رجل رشید؟ کیا پاکستان کے ارباب و اقتدار میں کوئی بھلا آدمی بھی ہے جو دینی محبت اور قومی غیرت کی اس فریاد کو سن کر اس بیحیائی کے انسداد پر آمادہ ہو سکے؟

اپیل

ہم اپنے عوام بھائیوں سے بھی پر زور اپیل کرتے ہیں کہ آپ کا مقام اور آپ کا فرض بہت اہم ہے۔ آپ پوری قوت سے اس قسم کے عریاں میلوں کا بائیکاٹ کر دیں۔ اور منتظمین لہو و لعب پر یہ واضح کر دیں کہ ہم بحیثیت مسلمان کے اس قسم کے تمام منصوبوں کو خاک میں ملا سکتے ہیں اور یہ کہ ہم نے پاکستان کی جد و جہد ایسے منحوس مقاصد کے لئے نہیں کی تھی۔ تاکہ آئندہ ان لوگوں کو آپ کے جذبات سے کھیلنے کی جرأت نہ ہو۔

● — خدا بخش غفرلہٗ
امیر جماعت علمائے اسلام ملتان شہر

● — اختر حسین
صدر مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان شہر

● — محمد عبدالرشید صدیقی
ناظم جمعیۃ اہل حدیث ملتان

● — خان محمد ربانی
امیر جماعت اسلامی ملتان

المشتہر:—
حکیم سید انور علی شاہ۔ کنوینر مجلس انسداد فواحش ملتان شہر

مبارک صد مبارک

میں (احقر الانام احمد علی) اشتہار پر دستخط کرنے والے حضرات کی خدمت میں مبارک صد مبارک پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے اَفْضَلُ الْجِهَادِ كَلِمَةُ حَقٍّ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَائِرٍ (بہترین جہاد وہ ہے جو ظالم

بادشاہ کے روبرو حق کا کلمہ کہدیا جائے) کا حق ادا کر دیا۔

ڈپٹی کمشنر صاحب کی خیرخواہی

میرے بھائی سید نصرت حسن اگر موجودہ حکومت کے ایک تھرڈ کلاس جج کی عدالت میں کوئی شخص عدالت کی توہین کا کوئی فقرہ کہدے تو اُس پر توہین عدالت کا مقدمہ حکومت کی طرف سے چل سکتا ہے

تو کیا

شاہنشاہ حقیقی عزاسمہ وجل مجدہٗ کے آسمانی قانون (قرآن مجید) کی جو شخص توہین کرے گا اس پر توہین قرآن کا مقدمہ نہیں چل سکتا۔ میرے بھائی چونکہ آج کل سب تم جیسوں کی ملی بھگت ہے۔ اس لیئے سرکاری افسروں نے تمہارے خلاف مذکور الصدر توہین اسلام کا کوئی ایکشن نہیں لیا۔ مگر مسلمانوں کی غیرت نے گوارا نہیں کیا اور وُہ تمہارا اعلان سُنتے ہی آتش بتعل ہوگئے اور دُرد دل رکھنے والے مسلمانوں نے اپنے نمائندوں کی معرفت تمہارے خلاف اعلان کروایا۔ میرے بھائی یاد رکھو دُنیا میں تو تمہیں اس جرم کی سزا نہیں ملی۔ مگر قیامت آنے والی ہے اس دن تمہارے متعلق

شاہنشاہ حقیقی کی عدالت میں

یہ مقدمہ پیش ہوگا اور ہزاروں کیا بلکہ لاکھوں مسلمان جنہوں نے تمہارا اشتہار پڑھا ہوگا۔ وہ احکم الحاکمین کی عدالت میں پیش ہونگے۔ اے اللہ جس قرآن پر ہم مسلمانوں کا ایمان تھا اور جس کی حرمت پر ہم جان دینا بھی معمولی کھیل سمجھتے تھے۔ اس کی اس شخص نے توہین کی تھی۔ اس مجرم کو سزا دے کر ہمارے دلوں کی آہوں کو ٹھنڈا کیا جائے۔ میرے بھائی

پھر سوچ لو

احکم الحاکمین کے دربار سے تمہارے متعلق کیا فیصلہ ہوگا۔ اور اس جہان میں ہر مجرم کی سزا کے لئے ایک ہی جیلخانہ ہے۔

بچاؤ کی صورت

میرے بھائی تمہاری خیر خواہی کرتے ہوئے قیامت کے دن کی سزا سے بچنے کے لیئے تمہیں بچاؤ کی صورت بتلاتا ہوں وہ اللہ تعالیٰ کے

مندرجہ ذیل اعلان

میں ہے۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَیِّنٰتِ وَالْھُدٰی مِنْۢ بَعْدِ مَا بَیَّنّٰہُ لِلنَّاسِ فِی الْکِتٰبِ ۙ اُولٰٓئِکَ یَلْعَنُھُمُ اللّٰہُ وَیَلْعَنُھُمُ اللّٰعِنُوْنَ ۝ اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَبَیَّنُوْا فَاُولٰٓئِکَ اَتُوْبُ عَلَیْھِمْ ۚ وَاَنَا التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ۝) سورۃ البقرہ رکوع ۱۹ پ ۲۔ ترجمہ بے شک جو لوگ ان کھُلی کھلی باتوں اور ہدایت کو کہ جسے ہم نے نازل کر دیا ہے۔ اس کے بعد بھی چھپاتے ہیں کہ ہم نے ان کو لوگوں کے لئے کتاب میں بیان کر دیا۔ یہی لوگ ہیں کہ اللہ ان پر لعنت کرتا ہے اور لعنت کرنے والے لعنت کرتے ہیں۔ مگر وہ لوگ جنہوں نے توبہ کی اور اصلاح کر لی اور ظاہر کر دیا۔ پس یہی لوگ ہیں کہ میں ان کی توبہ قبول کرتا ہوں اور میں بڑا توبہ قبول کرنے والا نہایت رحم والا ہوں

حاصل

اللہ تعالیٰ کے اس اعلان میں یہ چیز بالکل واضح ہو گئی ہے کہ اگر بالفرض کوئی شخص ایسا کام بھی کرے۔ جس کے باعث اس پر خدا تعالیٰ کی لعنت پڑ چکی ہو۔ اگر وہ شخص اس گناہ سے سچے دل سے توبہ کر لے تو اللہ تعالیٰ اسے وہ گناہ معاف فرما دیتا ہے۔ لہذا اگر میرے بھائی نصرت حسن صاحب سچے دل سے توبہ کر لیں تو اللہ تعالیٰ انہیں یقیناً یہ گناہ معاف فرمائے گا۔ وما علینا الا البلاغ۔

نظام حکومت کیسے درست ہو سکتا ہے جبکہ عہدہ لینے میں ذاتی اغراض ہوں

پاکستان کا آئندہ وزیر اعظم میں بنوں گا سہروردی کا اعلان

روز نامہ جنگ کراچی مورخہ ۱۵ / مارچ سنہ ۱۹۵۸ء ص ۱

ہوتی مردان کے کرنل امیر محمد خاں نے وزیر اعلے بننے کی کوشش شروع کر دی

روز نامہ جنگ کراچی مورخہ ۱۵ / مارچ سنہ ۱۹۵۸ء ص ۱

ان اعلانات کا

حاصل یہ ہے کہ یہ نہیں کہ لوگ انہیں منتخب کر کے اس عہدہ پر پہنچائے بلکہ یہ خود خواہشمند ہیں کہ ہم ذاتی طور پر کوشش کر کے اس منصب پر فائز ہو جائیں اسلام کا اعلان یہ ہے کہ جو شخص مسلمانوں کا کوئی عہدہ مانگ کر لے۔ اللہ تعالیٰ اُس کی مدد چھوڑ دیتا ہے۔ پھر آپ خود

اندازہ لگائیں

کہ جن کی پشت پناہی میں اللہ تعالیٰ کی مدد نہیں ہوگی۔ وہ لوگ اپنے ملک یا اپنی قوم کا کیا بھلا کر سکتے ہیں۔

قاید ملت لیاقت علیخاں مرحوم کے قتل کی فائل چرا لی گئی

روز نامہ آفاق لاہور۔ مورخہ ۲۳ / جون سنہ ۱۹۵۷ء ص ۱

مسروقہ دستاویزات میں بعض سیکٹروں اور سرکاری افسروں متعلق کاغذات شامل ہیں۔

انسپکٹر جنرل پولیس کے مکان میں چوری کی تیسری واردات

کراچی ۲۲ / جون۔ با وثوق ذرائع سے معلوم ہُوا ہے کہ سپیشل پولیس کے انسپکٹر جنرل مسٹر ایس این عالم کے مکان سے بعض دیگر اہم سرکاری دستاویزات کے علاوہ قائد ملت لیاقت علیخاں مرحوم کے قتل سے متعلق فائل بھی چوری کر لی گئی ہے۔ مسٹر ایس این عالم کے مکان پر چوری کی یہ پُر اسرار واردات ۱۶ جون کو ہوئی تھی۔

عبرتناک واقعہ

جب انسپکٹر جنرل پولیس کے ہاں چوری ہو سکتی ہے جو امن مملکت کے اعلے ذمہ دار ہیں اور چوری بھی ایسی اہم کہ جس میں قائد ملت لیاقت علیخاں مرحوم کے قتل کی فائل ہو تو پھر اس مملکت میں رعایا کا فقط خدا ہی حافظ ہوگا۔

مغربی پاکستان

خطرناک بیماریوں میں مبتلا ہے

برادران اسلام آج کے خطبہ میں بندہ نے مغربی پاکستان کے نظم و نسق یا عوام اور خواص کی اخلاقی حالت کا جو نقشہ پیش کیا ہے۔ وہ محض میرے خیالات یا معلومات پر مبنی نہیں ہے۔ بلکہ وہ واقعات ذکر کیئے گئے ہیں۔ جو اخبار نویسوں کی معرفت منظر عام پر آ چکے ہیں اور ہزاروں بلکہ لاکھوں ناظرین نے پڑھے ہیں اور کانوں نے سُنے ہیں۔ اگر

یہ واقعات واقعی نہیں۔ بلکہ فرضی ہوتے تو حکومت ان اخبار نویسوں کے خلاف قانونی چارہ جوئی کر سکتی تھی۔ مگر باوجودیکہ سی آئی ڈی کا محکمہ انشاء اللہ اپنے فرائض انجام دے رہا ہے۔ پھر حکومت کا خاموش رہنا اس امر کی غمازی کرتا ہے کہ حکومت ان بد عنوانیوں کو صحیح خیال کرتی ہے۔ اور حکومت سمجھتی ہے کہ اگر ان واقعات کی مزید چھان بین کی گئی تو خدا جانے ان بد عنوانیوں کے اور کتنے گوشے منظر عام پر آجائیں گے۔ اور حکومت کو اور بہ زیادہ شرمندہ ہونا پڑے گا۔ اس لیے مصلحت اسی میں ہے کہ چپ رہا جائے۔

مثلاً سید نصرت حسن صاحب

ڈپٹی کمشنر ملتان کا واقعہ لیجئے۔ (جو اس سے پہلے ذکر کر چکا ہوں) کہ انہوں نے ایک اشتہار میں اعلان کیا کہ ملتان میں اولمپک کھیلیں ہوں گی۔ اور ان میں پچاس خواتین بھی حصہ لینگی۔ اس اعلان پر ملتان کے تمام مذہبی فرقوں کے رہنما سخت طیش میں آگئے۔ اور انہوں نے ڈپٹی کمشنر کے خلاف اشتہار دیا کہ اللہ تعالیٰ تو قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ مرد کسی اجنبی عورت کو نہ دیکھیں اور عورتیں کسی اجنبی مرد کو خصوصی توجہ سے نہ دیکھیں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھنے والے اور (اپنے آپ کو) دکھانے والیوں پر لعنت بھیجی ہے۔ اس لئے ہم مسلمان اس امر کو برداشت نہیں کر سکتے کہ عورتیں بن ٹھن کر اور لنگر لنگوٹے کس کر مردوں کے شانہ بشانہ میدان میں آئیں اور اچھلیں اور کودیں۔

نتیجہ

یہ نکلا کہ مسلمانوں کے راہنماؤں کے اعلان سے ڈپٹی کمشنر صاحب دب گئے اور

حکومت چپ ہو گئی

حکومت نے مسلمانوں کے خلاف یہ ایکشن نہیں لیا کہ آپ لوگوں نے ہمارے ایک معزز سرکاری عہدہ دار کی توہین کی [illegible] خود ہشیار۔ حکومت جانتی تھی کہ اس معاملہ میں پکڑ دھکڑ کرنے سے کہیں [illegible] ہو کہ مسلمان پھر ۱۹۵۳ء کی ختم نبوت کی تحریک کی یاد تازہ کرنے

لگ جائیں۔ کیونکہ تب بھی جھنڈا علماء کے ہاتھ میں تھا۔ اور اب بھی جھنڈا علماء کے ہاتھ میں ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ جس طرح پہلے علماء نے توہین ختم نبوت کا نعرہ لگا کر مسلمانوں کو اپنے گرد جمع کر لیا تھا اب کہیں توہین شریعت اسلامی کا نعرہ لگا کر اپنے گرد جمع نہ کر لیں اور مسلمان جذبۂ جہاد کے ماتحت اسی طرح ہر شہر، ہر قصبہ اور ہر بستی سے نکل کر میدان میں آجائیں گے اور جس طرح تب حکومت کو باوجود ساری فوجوں کے اور تمام آلات جنگ کے شکست فاش ہوئی تھی کہیں پھر ایسا نہ ہو۔ اس لئے میں اپنی حکومت کو

مبارکباد دیتا ہوں

کہ آپ نے اپنے ڈپٹی کمشنر کی توہین برداشت کر لی۔ مگر مسلمانوں کو نہ چھیڑا میری حکومت پاکستان نے بڑی عقلمندی سے کام لیا۔ خدا کرے کہ آئندہ بھی حکومت اسی طرح پر کاربند رہے۔ تاکہ پاکستان زندہ اور تابندہ رہے۔ آمین یا الہ العالمین

پہلا سوال

کیا پاکستان کی ان خطرناک بیماریوں کا علاج بھی ہو سکتا ہے

جواب

یقیناً ہو سکتا ہے۔ بشرطیکہ مریض کرنا چاہے۔ یعنی جن لوگوں کے ہاتھ میں اسکی باگ ڈور ہے۔ وہ اس پر آمادہ ہو جائیں۔

دوسرا سوال

علاج کون کرے گا

۱ے

وہ علماء کرام جن کے سینے میں قرآن مجید اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا نور ہوگا۔ اور اپنے اسلاف صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے طرز حکومت کو اپنے لئے راہ نما بنائیں گے۔ اور جس طرح ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ان بنیادوں پر سب سے بڑی حکومت دنیا میں قائم کر دی تھی۔ اس وقت دنیا میں دو ہی بڑی سلطنتیں تھیں۔ مغرب میں قیصر کی حکومت اور مشرق میں کسریٰ کی حکومت تھی۔ ان حضرات کے مبارک زمانہ سے لے کر

جو چیزیں اب تک موجود ہیں وہ کتاب و سنت ہی تو ہیں۔ ان چند سطور کا حاصل یہ نکلا کہ پاکستان کو

۲ے

علماء کرام کے ساتھ تعلیمیافتہ طبقہ میں سے وہ لوگ ان کے مشیر یا دست و بازو بنائے جائیں۔ جن کے دل میں کتاب و سنت کی صداقت کا یقین ہو اور ان کے دل میں یہ جذبہ موجزن ہو کہ خدا کرے کہ کتاب و سنت کے مطابق ہماری حکومت کا نظام قائم ہو جائے۔ اور وہ اسلام کے نظام کے ایسے دلدادہ ہوں کہ ساری دنیا کے نظاموں پر اسلامی نظام کو دل سے فائق سمجھیں اور خود بھی عامل ہوں۔

۳ے

حدود میں اسلامی قانون کا نفاذ ہو

مثلاً

۱

اگر زانی غیر شادی شدہ ہو تو اسے سو درے لگائے جائیں۔ اور شادی شدہ ہو تو اسے رجم کیا جائے۔

اللہ جل شانہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر اور کوئی زیادہ مہربان نہیں ہو سکتا۔

لہذا ثابت ہو گیا کہ اس مرض کے مریضوں کے لئے اس سے بہتر اور کوئی نسخہ شفا نہیں ہو سکتا۔

اسلامی سلطنت عظمیٰ کی بنیاد

تو خاتم النبیین رحمۃ اللعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رکھی تھی اور حضور انور کے دنیا سے روپوش ہو جانے کے بعد انہیں اصولوں پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس کو چلایا اور فاروق اعظم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں سے اللہ تعالیٰ نے اس سلطنت عظمیٰ کو تکمیل پر پہنچایا۔ اس طریق سلطنت پر ہندوستان کے ہندوؤں کے بہت بڑے لیڈر

مسٹر گاندھی

نے جب تقسیم ملک سے پہلے انگریزوں کے ہاتھ سے وزارتیں لے کر ہندوؤں کو دی تھیں تو اس وقت ہندو وزراء سے یہ کہا تھا کہ ایسی حکومت قائم کرو۔ جیسی ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ نے قائم کی تھی۔

ایک عجیب نتیجہ

مسٹر گاندھی کے اس اعلان سے یہ عجیب نتیجہ برآمد ہوتا ہے کہ آج بھی دنیا میں وہ اصول زندہ ہیں جو ابوبکرؓ اور عمرؓ نے نظام حکومت میں استعمال کئے تھے ان اصول کا مجموعہ سوائے اس کے کہ قرآن مجید ہو یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہو اور کیا ہو سکتا ہے۔

ب

چور کا ہاتھ کاٹا جائے

ج

کسی پر بے جا تہمت لگانے والے کو ۸۰ دُرّے لگ جائیں

علیٰ ہذا القیاس

شراب خواری - جُوابازی - رشوت خواری وغیرہ جرائم کو قانوناً جرم قرار دیا جائے۔ اور مجرم خواہ امیر ہو یا غریب - رعایا کا فرد ہو یا حاکم ہو ہر ایک مجرم کو یکساں سزا دی جائے

جرائم کی روز افزوں ترقی

کا اصلی باعث بھی یہی ہے کہ مجرموں کو سزا نہیں ملتی - اس لئے ان کے حوصلے اور بڑھتے جاتے ہیں۔

د

تمام اسکولوں اور کالجوں کے نصاب تعلیم میں کتاب و سنت کی تعلیم حسب ضرورت لازمی قرار دی جائے۔

ھ

تمام پاکستان میں پنجوقتہ نماز لازمی قرار دی جائے - ترک نماز کا جرم قابل دست اندازی پولیس ہو۔

و

تمام پاکستان میں فوجی تعلیم لازم کی جائے نہ فقط سکولوں اور کالجوں میں بلکہ پاکستان کے ہر مرد باشندہ کو لازمی طور پر فوجی پریڈ سکھائی جائے اور اسلحہ کے استعمال کی مشق کرائی جائے تاکہ ضرورت کے وقت ہر مسلمان پاکستان کی حفاظت کے لئے میدان میں آ سکے۔

پاکستان زندہ باد

انشاء اللہ تعالیٰ مجوزہ صدر پروگرام پر عمل کرنے سے ہمارا پاکستان زندہ - تابندہ - درخشندہ اور پائندہ ہو جائے گا۔

وما علینا الا البلاغ

اے تعلیم یافتہ حضرات

اگر آپ اجازت دیں تو کیا آپ سے پوچھ سکتا ہوں کہ آپ نے پاکستانی خزانے سے آج تک لاکھوں روپیہ بصورت تنخواہ وصول کیا اور لاکھوں روپیہ غیر ممالک کی سیر و تفریح میں خرچ کیا اور دوسرے ممالک میں اجنبی عورتوں سے ڈانس بھی کیا - پاکستانی روپے سے غیر ممالک میں جا کر دوسروں کو خوب شراب پلائی اور خود بھی پیٹ بھر کر پی اس غریب اور مفلس قوم کا روپیہ برباد کر کے اپنی قوم کا کیا بھلا کیا ہے - آپ نے وہی کیا جو اپنا کچا چٹھا سُن چکے ہیں۔

بایں ہمہ مولوی بڑے بے ایمان

ہیں - میرے تعلیمیافتہ بھائیو - مسلمان کا ایمان ہے کہ قیامت آنے والی ہے - اس دن ہر ایک انسان سے اس کے اعمال کا حساب لیا جائے گا - کہ اپنے خالق کے لئے کیا کیا تھا - اور اس کے دین کی کیا خدمت کی تھی اور خود دین الٰہی کی کتنی پابندی کی تھی اس دن انکا جواب دینگے - کیا اس دن آپ یہی جواب دیں گے کہ شراب پیا کرتے تھے - پرائی عورتوں سے ڈانس کیا کرتے تھے - ثقافت اسلامی کے نام سے رقص و سرود کی محفلیں رچایا کرتے تھے اور ۸۰ - ۸۰ ہزار روپیہ اے اللہ تیرے بندوں کی کمائی کا (جو ٹیکسوں سے وصول کیا کرتے تھے) ان رنگ رلیوں پر صرف کیا کرتے تھے اور جب

علماء دین ان حرکتوں پر

ہمیں متنبہ کیا کرتے تھے تو ہم جواب میں کہا کرتے تھے کہ مولوی بڑے بے ایمان ہیں - مولوی کیا جانتے ہیں وغیرہ وغیرہ

میرے بھائیو خدا سے ڈرو

خدا تعالیٰ قہار ہے اور جبّار ہے - جب تمہیں پکڑے گا تو تمہیں اس کی گرفت سے کوئی بھی بچا نہیں سکے گا۔

قرآن مجید کی تعلیم سے بے نیاز ہونیوالے بھائیو غور سے سُنو

أَلَمْ تَكُنْ آيَاتِي تُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ فَكُنتُم بِهَا
تُكَذِّبُونَ ۝ قَالُوا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا
قَوْمًا ضَالِّينَ ۝ رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْهَا فَإِنْ عُدْنَا
فَإِنَّا ظَالِمُونَ ۝ قَالَ اخْسَئُوا فِيهَا وَلَا تُكَلِّمُونِ

ترجمہ کیا تمہیں ہماری آیتیں نہ سُنائی جاتی تھیں پھر تم انھیں جھٹلاتے تھے - کہیں گے اے ہمارے رب ہم پر ہماری بدبختی غالب آگئی تھی اور ہم لوگ گمراہ تھے - اے رب ہمارے ہمیں اس سے نکالدے اگر پھر کریں تو بیشک ہم ظالم ہونگے - فرمائے گا اس میں پھٹکارے ہوئے پڑے رہو اور مجھ سے نہ بولو۔

اب سُنئے اسلام کے حفظ و بقا کیلئے علماء کرام نے کیا کیا اقدام

سفت روزہ اقدام مورخہ ۵ر جنوری ۱۹۵۸ء -

مذاکرہ کا افتتاح کرتے ہوئے صدر مملکت جناب میجر جنرل سکندر مرزا نے "تنگ نظر ملائیت پر بھرپور حملے کرنے کی کوشش فرمائی اور اہل علم و نظر کو دعوت دی - وہ اسلام کے سرحدی اور جاودانی اصولوں کو ملا ازم* کی غلط روایات سے علیحدہ ہو کر ضروریات زمانہ کے مطابق پرکھیں اور مقتضیات حاضرہ پر ان کا انطباق کریں۔

کاش صدر مملکت اس قسم کی فرسودہ اور بے معنی طرز تخاطب کی بجائے اس موقعہ پر زیادہ ٹھوس اور زیادہ وزنی ارشادات اپنے نطق ہمایوں سے ادا فرماتے۔

" ملا ازم کے خلاف ہر تھرڈ کلاس گریجوایٹ اور ہر سیاسی نٹ کھٹ گرجنے اور برسنے کا عادی ہے۔ اس لئے صدر مملکت نے اس فرسودہ زمین پر طبع آزمائی فرما کر کوئی نئی بات نہیں کی - مزا تو جب تھا کہ اس بین الاقوامی اجتماع میں صدر مملکت اپنے بلند منصب اور بیش بہا اعزاز کے مطابق تاریخ کی کچھ باتیں بھی کہتے اور حالات حاضرہ کے تقاضوں کے مقابلہ میں اسلام کے موجودہ اور مستقبل کے رول کا ذکر بھی فرماتے تاکہ صرف قومی اخبارات میں چھپنے کی بجائے ان کی تقریر دلپذیر بین الاقوامی پریس کے لئے بھی کاپی بن سکتی۔

۱- کیا صدر مملکت کو یہ معلوم نہیں کہ جب برطانوی، فرانسیسی - ڈچ اور ہسپانوی امپیریلزم نے مشرق میں اپنے پاؤں پھیلائے اور ایشیا کے ممالک ان قہرمانی طاقتوں کے سامنے پس گئے اور مسلمانوں کی سلطنتوں کے چراغ ایک ایک کر کے گُل ہو گئے تو وہ یہی مُلا ہی تھے - جنہوں نے کرانٹوں کے الحاق اور زندقہ اور ان کی تہذیب و تمدن کے مسموم اثرات سے جمہور اسلام کو محفوظ رکھنے کے لئے منظم جدو جہد کی؟

۲- کیا صدر مملکت اس بات سے بے خبر ہیں کہ اگر ملا ازم نے حاکموں کی فتوحات کے سیلاب کے سامنے اپنے فناٹسزم اور شدت تعصب کی شکل میں چٹان کی مانند ڈٹ نہ گئی ہوتی تو اس میں جاہ پرست طبقوں سے لے کر مسلم جمہور سب ہی خس و خاشاک کی طرح بہہ گئے ہوتے

۳۔ کیا جناب میجر جنرل سکندر مرزا اس حقیقت سے نا آشنا ہیں کہ سلطنت ختم ہو جانے کے باوجود ملاؤں کی وجہ ہی سے ہماری سماجی زندگی اسلام کے رُخ پر قائم ہوئی۔

۴۔ کیا یہ مُلّا ہی نہ تھے جنھوں نے ہمارے بچوں کی پیدائش پر کان میں اذان کہنے کی رسم اور موت کے آخری دموں پر یٰسین کی تلاوت پر اصرار سے مسلم عوام اور خواص میں اسلامی احساس کو بیدار رکھا۔

اگر مُلّا اس تعصب سے کام نہ لیتے تو آج مسلمانوں کے بچے الیگزنڈر اور جان کہلانے والے تو ہوتے لیکن اسکندر اور خلیق الزمان کہلانے والے خال خال ہی نظر آتے۔

۵۔ آخر یہ کس کا اعجاز ہے کہ سلطنت ختم ہو جانے کے دو سو سال بعد بھی ظلمتکدہ ہند میں نو دس کروڑ فرزندانِ توحید موجود تھے اور فرنگی کے منحوس اور تاریک سایوں کے باوجود ان کی سیاسی اور سماجی زندگی اپنے انوکھے پن سے قائم تھی۔

۶۔ اگر آج بھی تاریخ کا دیانتداری سے مطالعہ کیا جائے تو بیسویں صدی میں اسلامی مُلکوں میں نئی قومی تحریکوں میں ان لوگوں ہی کا ہاتھ تھا۔ جنہیں آج کے پڑھے لکھے جاہل لوگ مُلّا کٹ مُلّا متعصب، اور تنگ نظر کے نام سے پکارتے ہیں

۷۔ مسلمانوں کی قومی زندگی میں جس قدر قربانیاں مُلّاؤں نے کی ہیں۔ اُس کا عشر عشیر بھی فرنگی کی معنوی اولاد نے نہیں کیں۔۔

حضرت علامہ اقبال نے انہی جذبات سے متاثر ہو کر مُلّا کو اس طرح خراج تحسین پیش کیا تھا۔

افغانیوں کی غیرت دیں کا ہے یہ علاج
مُلّا کو اُس کے دشت و دمن سے نکال دو

شان دار العلوم

بابائے صحافت حضرت مولانا ظفر علیخان صاحب کی طرف سے علمائے دین کی خدمت دین کا اعتراف

شاد باش و شاد زی اے سرزمین دیوبند
ہند میں اسلام کا جھنڈا کیا تونے بلند
ملت بیضا کی عزت کو لگائے چار چاند
سطوت بطحا کی قیمت کو کیا تونے دو چند
اسم تیرا بامسمیٰ ضرب تیری بے پناہ!
دیو استبداد کی گردن ہے اور تیری کمند
تیری ہیبت پر ہزار اقدام سو جانیں نثار
قرنِ اولیٰ کی خبر لائی تیری الٰہی زقند
تو علمبردار حق ہے، حق نگہبان ہے ترا
نیش باطل سے پہنچ سکتا نہیں تجھ کو گزند
ناز کر اپنے مقدر پر کہ تیری خاک کو
کر لیا ان عالمانِ دین قیم نے پسند
کفر ناچا جن کے آگے بارہا ننگی کا ناچ
جس طرح جلتے توے پر رقص کرتا ہے سپند
جان کر دینگے جو ناموسِ محمدؐ پر فدا
حق کے رستے میں کٹا دینگے جو اپنا بند بند
اس میں قاسمؒ ہوں کہ انور شاہؒ کہ محمود الحسنؒ
سب کے دل تھے دردمند اور سب کی فطرت ارجمند
گرمیٔ ہنگامہ ہے تیری حسین احمدؒ سے آج
جن سے ہے پرچم روایات سلف کا سربلند

تقسیم ملک کے بعد علماء کرام نے کیا کیا

مملکت خداداد پاکستان کی گزشتہ دس سالہ زندگی میں تعلیمیافتہ طبقہ نے جو کچھ کیا ہے وہ آپ سُن چکے ہیں کہ سوائے پارٹی بازی کی لڑائی کے اور اپنی پارٹی کو برسر اقتدار لانے کے اور ایک دوسرے کی پارٹی کو گرانے کے اور انہوں نے کیا کیا ہے۔ ملک کے باشندے اشیاء کی گرانی کے باعث سخت مصیبت میں مبتلا ہیں۔ بقدر ضرورت کار وبار نہ ملنے کے باعث پریشان حال ہیں۔ ایک دفعہ میں نے گرم صدری کے لئے کپڑا خریدا جو ۱۹ روپے گز کے حساب سے ملا۔ درزی میرے ساتھ تھا وہ کہنے لگا۔ جی انگریز کے وقت میں یہ کپڑا ہم ۱۹ آنے گز کے حساب سے خریدا کرتے تھے۔ علیٰ ہذا القیاس ہر چیز کی گرانی ناقابلِ برداشت ہے۔ علماء کرام نے تقسیم ملک کے بعد مدارس عربیہ قائم کئے ہیں۔ تاکہ مسلمانوں میں اللہ تعالیٰ کے دین کی اشاعت کرنے والے پیدا ہوں۔

چنانچہ اس قسم کے بڑے بڑے چھ عربی مدرسے نئے قائم ہوئے ہیں

۱

دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع پشاور

اس کے بانی حضرت مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ حقانی سابق مدرس دار العلوم دیوبند ہیں

کوائف

دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

سال گزشتہ رمضان سے پہلے کی رپورٹ

نوٹ:۔ تقسیم ہند کے بعد ۱۳۶۷ھ میں دار العلوم حقانیہ کا بنیاد توکلاً علی اللہ دار العلوم دیوبند اور حضرات اکابر کے طریق کار کو ملحوظ رکھتے ہوئے رکھا گیا۔ اللہ کے فضل سے اُسے مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ اس قلیل عرصہ میں ساڑھے تین سو طلباء باقاعدہ سند فراغت حاصل کرکے ملک و بیرون ملک میں دینی و ملی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ والحمد للہ

شعبۂ عربی علوم دینیہ۔ سال رواں میں طلباء علوم دینیہ کی تعداد تین سو تیس

تعداد اساتذہ ۹ عدد

شعبۂ تجوید و قرأت	ایک ماہر قاری
شعبۂ افتا و تبلیغ	ایک ماہر و فاضل مفتی
شعبۂ تعلیم القرآن (درجہ پرائمری) سال رواں میں تعداد طلبہ	پانچ سو
تعداد اساتذہ	۷ عدد

نصاب تعلیم۔ عصری ضروری تعلیم کے ساتھ ساتھ دینی تعلیم و تربیت ۱۹۴۷ء میں حضرت شیخ العرب والعجم امام العصر مولانا مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے باقاعدہ اس شعبہ کا افتتاح اپنی تشریف آوری کے موقعہ پر فرمایا۔ اس عرصہ میں کئی ہزار بچے اس درجہ سے فیضیاب ہوئے ہیں۔

کُل تعداد طلبہ دار العلوم حقانیہ درجہ عربی و فارسی	آٹھ سو تیس ۸۳۰
کُل تعداد اساتذہ کرام	سترہ ۱۷

اخراجات

ماہانہ خرچ کا تخمینہ اوسطاً	ساڑھے چھ ہزار روپیہ
سالانہ اخراجات کا بجٹ (سال رواں)	اٹھہتر ہزار روپیے

درجہ عربی کے تمام طلبہ کی ضروریات کتب قیام روشنی ادویہ و صابن ضروریات امتحانات وغیرہ کا دار العلوم کفیل ہے۔ مطبخ سے اس سال دوسو طلبہ کو صبح و شام کھانا دیا جاتا رہا ہے

تعمیرات:۔ تقریباً ایک لاکھ روپیہ کی لاگت سے دار العلوم کے لئے ایک شاندار عمارت تیار ہو چکی ہے جو درسگاہوں اور دفاتر پر مشتمل ہے

دار الاقامہ و مسجد کی تعمیر کی سالاً اشد ضرورت ہے۔ جس پر کئی لاکھ روپیہ کی لاگت کا تخمینہ ہے۔

تعلیمیافتہ طبقہ کو چیلنج

مغربی پاکستان کی گیارہ سالہ زندگی میں اسلام کی خدمت جو ایک عالم دین حضرت مولانا عبدالحق صاحب اکوڑہ خٹک والوں نے کی ہے۔ کیا آپ سب نے مل کر جو سینکڑوں کی تعداد میں ہیں اتنی کی ہے۔ حالانکہ آپ نے مملکت پاکستان کا لاکھوں روپیہ ہضم کیا ہے۔

کیا جمہوریہ اسلامیہ پاکستان

میں اسلام کے تحفظ و بقا کے سلسلہ میں علماء کرام کا سر بلند نہیں ہے؟ اور کیا انہیں حضرات کی برکت سے اسلام کا نور سارے پاکستان میں زندہ اور تابندہ نہیں؟

۲

جامعہ اشرفیہ لاہور

جس کے بانی حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب مدظلہ ہیں جو اپنی پیرانہ سالی اور چلنے پھرنے سے معذوری کے باوجود خداداد ہمت قلبی سے مردانہ وار اس جامعہ کو چلا رہے ہیں۔ جس کے کوائف مندرجہ ذیل ہیں :-

تعداد طلبا	۱۷۱
تنخواہ مدرسین سالانہ	۲۳۲۴۳ روپے
وظائف طلباء سالانہ	۴ — ۱۲۱۹۵

مولانا محمد موسیٰ صاحب جامعہ اشرفیہ

۳

حضرت مولانا حبیب اللہ صاحب ناظم اعلیٰ

جامعہ رشیدیہ منٹگمری کی رپورٹ

جامعہ میں اس وقت جملہ شاخوں اور شعبہ جات کے اساتذہ کرام کی تعداد بیس ہے۔ تعداد طلباء تقریباً ساڑھے پانچ سو ہے۔ ماہوار مصارف نقد ۱۵ سو روپیہ سے بڑھ جاتے ہیں۔ ... من گندم ماہوار خرچ علاوہ ہے۔

۴ اجمالی جائزہ طلبہ و اساتذہ دارالعلوم کراچی

جس کے بانی مخدوم و محترم حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب سابق مدرس دارالعلوم دیوبند ہیں تعداد طلبہ ۸۰۰ اور تعداد اساتذہ کرام ۳۰ ہے

شعبہ اہتمام

۱۔ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی
صدر منتظمہ کمیٹی دارالعلوم کراچی

۲۔ مولانا نور احمد صاحب برمی۔
فاضل دارالعلوم دیوبند و مہتمم دارالعلوم کراچی

۳۔ مولانا محمد متین صاحب خطیب دیوبندی
فاضل دارالعلوم دیوبند و نائب مہتمم دارالعلوم کراچی

شعبہ افتاء

۱۔ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی

۲۔ مولانا محمد صابر صاحب امروہوی۔ فاضل مدرسہ اسلامیہ جامع مسجد امروہہ و نائب مفتی دارالعلوم کراچی

۳۔ مولوی ابوسعید صاحب برمی۔ فاضل ٹنڈوالہ یار معین مفتی و محرر دارالافتا کراچی

شعبہ عربی

اس شعبہ میں امدادی طلبہ کی تعداد ۱۸۰ ہے جن میں سے اس سال بحمداللہ ۲۲ طلبہ دورۂ حدیث پڑھ کر فارغ ہوئے۔ جن کی دستار بندی ۲۷ شعبان کو ایک جلسہ عام میں کر دی گئی۔

۱۔ مولانا محمد ادریس صاحب میرٹھی فاضل دارالعلوم دیوبند سابق استاذ حدیث مدرسہ صدیقیہ دہلی و استاذ حدیث و تفسیر دارالعلوم کراچی۔

۲۔ مولانا اکبر علی صاحب سہارنپوری۔ فاضل مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور و سابق مدرس مدرسہ مذکور۔ و استاذ حدیث دارالعلوم کراچی

۴۔ مولانا قاری رعایت اللہ صاحب شاہجہانپوری۔ فاضل علوم دیوبند سابق استاذ حدیث مدرسہ مظہر العلوم کھڈہ کراچی و استاذ حدیث دارالعلوم کراچی۔

۳۔ مولانا رشید احمد صاحب لدھیانوی۔ فاضل دارالعلوم دیوبند سابق استاذ حدیث مدرسہ الہدیٰ پیرٹھی و استاذ دارالحدیث دارالعلوم کراچی

۵۔ مولانا سلیم اللہ خان صاحب لوہاروی۔ فاضل دارالعلوم دیوبند سابق استاذ حدیث دارالعلوم اور ٹنڈوالہ یار و استاذ حدیث دارالعلوم کراچی۔

۶۔ مولانا سبحان محمود صاحب مرادآبادی فاضل خیرالمدارس ملتان و استاذ عربی دارالعلوم کراچی۔

۷۔ مولانا شمس الحق صاحب لوہاروی فاضل جامعہ اشرفیہ لاہور۔ و استاذ عربی دارالعلوم کراچی

۸۔ مولانا بدیع الزمان صاحب کیمبلپوری فاضل دارالعلوم اسلامیہ ٹنڈوالہ یار و استاذ عربی دارالعلوم کراچی

۹۔ مولانا عبدالحق صاحب سواتی۔ فاضل دارالعلوم دیوبند و مظاہر علوم سہارنپور و استاذ عربی دارالعلوم کراچی

۱۰۔ مولانا محمد خورشید عالم صاحب دیوبندی۔ فاضل دارالعلوم دیوبند۔ و استاذ عربی دارالعلوم کراچی

شعبہ تجوید و قرات و مدرسہ تعلیم القرآن

اس شعبہ میں تقریباً ۵۰۰ طلبہ ہیں۔ جن میں سے ایک معقول تعداد حفظ قرآن سے اس سال فارغ ہوئی ہے

۱۔ امام تجوید و شیخ القراء قاری فتح محمد صاحب پانی پتی صدر دارالتجوید دارالعلوم کراچی

۲۔ مولانا محمد اسلم صاحب فاضل دیوبند و استاذ عربی دارالتجوید دارالعلوم کراچی

۳۔ مولانا قاری محمد فاروق صاحب فاضل عربی و تجوید و قرأت مدرسہ عربیہ گنبدان پانی پت و صدر مدرس مدرسہ تعلیم القرآن دارالعلوم کراچی

۴۔ حافظ سیف الدین صاحب مدرس مدرسہ تعلیم القرآن دارالعلوم کراچی

۵۔ حافظ نواب علی صاحب " " " " "

۶۔ حافظ محمد شفیع صاحب " " " " "

۷۔ حافظ عبدالشکور صاحب " " " " "

۸۔ مولوی محمد یعقوب صاحب فاضل دارالعلوم کراچی و مدرس مدرسہ تعلیم القرآن دارالعلوم کراچی

۹۔ حافظ محمد حبیب صاحب مدرس مدرسہ تعلیم القرآن "

شعبہ تعلیم عربی بطرز جدید

یہ شعبہ تقریباً ۵ سال سے کام کر رہا ہے جس میں شبینہ مراکز کے ذریعہ انگریزی طلبہ، تجار، ملازمین اور وکلا وغیرہ عربی زبان کو آسان طریقہ سے حاصل کرتے ہیں۔ اس تعلیم کے ذریعہ ۶ ماہ میں عربی بولنے اور لکھنے پر قدرت حاصل ہو جاتی ہے۔

ویسے تو ہزاروں طلبہ اس سے اب تک مستفید ہوئے ہیں۔ صرف اس سال تقریباً ۳۰۰ کی تعداد اس شعبہ سے فیض حاصل کر رہی ہے۔ جن میں طالبات کی بھی ایک معتدبہ تعداد ہے

۱۔ استاذ احمد الاحمد صاحب شامی

۲۔ استاذ عبدالکریم صاحب بغدادی

۳۔ استاذ افتخار حسین صاحب ندوی

۴۔ استاذ سبحان محمود صاحب مرادآبادی

۵۔ محترمہ فاطمہ بیگم صاحبہ (برائے طالبات)

مندرجہ بالا اجمال سے معلوم ہوا کہ تمام شعبوں کے طلبہ کی تعداد تقریباً ۸۰۰ اور ۵۰ حضرات اساتذہ جو تعلیم و تبلیغ میں مشغول ہیں ان کی تعداد تقریباً ۳۰ ہے۔ دیگر متعلقین مدرسہ مثلاً مطبخ، کتب خانہ و دفتر وغیرہ ان کے علاوہ ہیں جو کسی طرح پندرہ سے کم نہ ہوں گے۔

تقسیم ملک کے بعد علماء کرام نے

پاکستان میں بقاء و احیا اسلام کے لیے جو خدمات انجام دی ہیں۔ کیا پاکستان کا تعلیمیافتہ طبقہ جو بر سر اقتدار ہے وہ احیاء دین کی خدمات کا کوئی نمونہ پیش کر سکتا ہے ہرگز نہیں۔

دعا

اے حق پرست علماء کرام خدا تعالیٰ آپ کی خدمات کو قبول فرمائے۔ اور جنت الفردوس کا داخلہ نصیب فرمائے۔ اور اے تعلیمیافتہ حضرات خدا تعالیٰ تمہیں بھی اس قسم کی خدمات جلیلہ کی توفیق عطا فرمائے تاکہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں سرخرو ہو جائیں۔ آمین یا الہ العالمین

مظہرِ اتم صلی اللہ علیہ وسلم

(از جناب مولینا احمد صاحب ایم اے فاضل دیوبند لکھنؤ)

قسط دوم

عقل اور ارادہ اور اختیار نہ رکھنے کے سبب سے یہ مخلوقات نہ حمل امانت کی مکلّف ہو سکیں اور نہ اللہ تعالےٰ کے مظہر بننے کی اہل اور نہ خارجی ہدایت کے لئے انبیاء کی بعثت کی ضرورت مند۔ اس مقصد کے لئے اللہ تعالےٰ نے انسانوں کو منتخب کیا۔ اور اس کو فطرت کے لحاظ سے معتدل اور "احسن تقویم" تخلقوا باخلاق اللّٰہ (اللہ کے اخلاق اختیار کرو) اور تصفوا بصفات اللّٰہ (اللہ کی صفات اختیار کرو) کا حکم دیا اور اس کی جامعیّت کی بنا پر فضیلت و کرامت خلافت کا تاج اس کے سر پر رکھا۔ اور الست بربکم (کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں) کہہ کر اس سے امانت کی ادائگی کا عہد لیا کیوں کہ وہ صانع ازل اور نقاش کائنات کا سب سے بڑا شاہکار ہے اور "احسن تقویم" ہونے کے باوجود ظلم و جہل پر قادر ہونے کی وجہ سے امانت میں خیانت کا مرتکب ہو کر "اسفل سافلین" بھی بن سکتا ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰی اَھْلِھَا (سورہ النساء رکوع ۸ پ ۵)

بے شک اللہ تم کو حکم دیتا ہے کہ حقداروں کے حقوق ادا کرو۔

اس جگہ یہ شبہ ہو سکتا ہے کہ جب انسان کی فطرت میں ظلم و جہل کا مادہ رکھا گیا ہے تو کسی بدی پر وہ سزا کا مستوجب نہ ہونا چاہیئے۔ جس طرح کسی درندہ سے اس کی درندگی اور خونخواری کے بارے میں کوئی باز پرس نہ ہو گی۔

اس کا جواب یہ ہے کہ خدائے حکیم و رحیم کی حکمت و رحمت نے انسان کو قعر دریا کے درمیان تختہ بند کر کے موجوں کے رحم و کرم پر نہیں چھوڑ دیا بلکہ مادہ شر کے مقابلہ میں مادہ خیر بھی پیدا کر کے اسے زیور عقل سے آراستہ کیا اور پھر ہوشیار رہنے اور دامن تر نہ کرنے کا حکم دیا۔ اگر اس میں ملائکہ کی طرح صرف مادہ خیر ہوتا تو نیکی کرنے اور شر سے بچنے پر وہ کسی اجر و ثواب کا مستحق نہ ہوتا اور اگر اس میں داعی الی الشر کے مقابلہ میں داعی الی الخیر نہ ہوتا تو گناہ کے ارتکاب پر عذاب سے بری ہوتا بلکہ اس صورت میں کسی معاہدہ، خارجی ہدایت محاسبہ اور عذاب و ثواب کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا اور وہ دیگر مخلوقات کی سطح پر ہوتا۔

چونکہ انسان ذی عقل ہے اور اپنے رب کی اطاعت پر مجبور نہیں کیا گیا۔ بلکہ ارادہ و اختیار سے کام لے کر اس کی مخالفت بھی کر سکتا ہے اور اسی میں اس کی آزمائش ہے۔ اس لئے دیگر مخلوقات کے بر خلاف اس کے دماغ میں ابتدا سے طبعاً کوئی ہدایت نقش نہیں کی گئی بلکہ وہ خارجی ہدایت کا محتاج ہے اور اپنی عقل کے ذریعہ سے سیکھ کر ہی ہر علم و فن حاصل کرتا ہے۔

> ★
> **بیشک نماز اپنے مقررہ وقتوں میں مسلمانوں پر فرض ہے**
> (۴: ۱۰۳)

انسان طبعاً مسلمان ہے

یہ صحیح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کُلُّ مَوْلُوْدٍ یُوْلَدُ عَلٰی فِطْرَۃِ الْاِسْلَامِ ثُمَّ اَبَوَاہُ یُھَوِّدَانِہٖ اَوْ یُنَصِّرَانِہٖ اَوْ یُمَجِّسَانِہٖ (اَوْ کَمَا قَالَ)۔ "ہر بچہ (خواہ کسی مسلم کے گھر میں پیدا ہو یا غیر مسلم کے) اسلام کی فطرت پر پیدا ہوتا ہے۔ پھر اس کے والدین اس کو اپنے مسلک کے مطابق یہودی یا مسیحی یا مجوسی (وغیرہ) بنا لیتے ہیں" لیکن اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان کی فطرت نہایت معتدل اور متوازن اور اس کی تقویم احسن ہے اور وہ اپنی خداداد استعداد سے کام لے کر اپنے نفس کو مزکی اور شیطان کو مغلوب کر سکتا ہے۔

اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْھِمْ سُلْطَانٌ ۝ (سورۃ الحجر رکوع ۳ پ ۱۴) ترجمہ

"بے شک جو میرے (فرمانبردار) بندے ہیں ان پر تو غلبہ حاصل نہیں کر سکتا" وہ شیطان کے مقابلہ میں معذور نہیں ہے۔ وہ اپنی پیدائش کے لحاظ سے اللہ تعالےٰ کا مطیع بندہ (مسلم) ہے۔ کیونکہ اپنے خالق کی ربوبیت کا اقرار کر کے اس کے نظام ربوبیت کو قائم کرنے کے لئے دنیا میں آیا ہے۔ لیکن پیدائش کے بعد ماحول اور تربیت کے اثر سے اپنی حیثیت کو بھول کر اور صراط مستقیم سے ہٹ کر شیطان کے پنجہ میں گرفتار ہو جاتا ہے۔ یہی سبب ہے کہ ہر مسلمان اپنے بچّہ کو ابتدا ہی سے مسلمان سمجھتا ہے اور اس کو اسلام میں داخل کرنے کے لئے کوئی رسم ادا نہیں کرتا۔ اس کے بر خلاف ہر دوسرے مذہب کا پیرو اپنے بچّہ کو بعض مخصوص رسموں کے ذریعہ سے اپنے مذہب میں داخل کرتا ہے۔ مثلاً ایک مسیحی کے بچہ کو بھی جب تک اصطباغ نہیں دیا جاتا۔ مسیحی نہیں سمجھا جاتا۔ اگر وہ اصطباغ کے بغیر مر جائے تو اس کی نجات نہیں ہو سکتی۔ اور وہ جہنمی ہونے کی وجہ سے مسیحی قبرستان میں دفن ہونے کا مستحق نہیں ہوتا۔ یہی کیفیت باقی مذاہب کی ہے اس سے قطعی ثابت ہوا کہ صرف اسلام فطری دین ہے۔ ایک بچہ کو اسلام میں داخل کرنے کے لئے کسی رسم کی ضرورت نہیں وہ مسلمان پیدا ہوتا ہے اور دیگر مذاہب خود ساختہ ہیں اور باہر سے لادے جاتے ہیں۔

فَاَقِمْ وَجْھَکَ لِلدِّیْنِ حَنِیْفًا فِطْرَتَ اللّٰہِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْھَا لَا تَبْدِیْلَ لِخَلْقِ اللّٰہِ ذٰلِکَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ (سورۃ الروم رکوع ۴ پ ۲۱)

ترجمہ:- پس مخلص ہو کر دین کی طرف منہ کرو۔ اللہ کی فطرت جس پر اس نے انسانوں کو پیدا کیا۔ اللہ کی خلق میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی۔ یہی قائم رہنے والا دین ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

عقل و ارادہ سے محروم ہونے کی وجہ

جو شخص دغاباز گنہگار ہو بیشک اللہ اسے پسند نہیں کرتا (۴: ۱۰۷)

سے دوسری مخلوقات ترقی نہیں کر سکتیں، ملائکہ اور حیوانات کے علم و عمل کی جو کیفیت ابتداء آفرینش میں تھی وہی آج ہے اور قیامت تک رہے گی۔ شہد کی مکھیوں کا جو نظام حضرت آدم کے زمانہ میں تھا وہی اب ہے۔ اور ہمیشہ رہے گا۔ پرندوں نے گھونسلے بنانے کے فن میں کوئی ایجاد و اصلاح نہیں کی۔ یہی حال جمادات اور نباتات کا ہے۔ لیکن انسان ذی عقل ہونے کے باعث مادی اور روحانی حیثیت سے زندگی کے ہر شعبہ میں بڑھ رہا ہے۔ اور اس ترقی کی کوئی حد مقرر نہیں کی جا سکتی۔ کیوں کہ اس کا نصب العین اللہ تعالےٰ ہے اور صفات الٰہیہ بے حد ہیں۔ فَفِرُّوْا اِلَی اللّٰہِ (سورۃ الذاریات رکوع ۳ پ۲۷) پس اللہ کی طرف دوڑو۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ (سورۃ البقرۃ رکوع ۱۹ پ ۲) "بیشک ہم اللہ کے ہیں اور اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔"

اللہ تعالےٰ نے انسان کو اپنا مظہر بنا کر دنیا میں بھیجا "تا کہ وہ اخلاق الٰہیہ اختیار کر کے اس کا رنگ اپنے اوپر چڑھائے۔ صِبْغَۃَ اللّٰہِ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰہِ صِبْغَۃً (سورۃ البقرہ رکوع ۱۶ پ۱) ترجمہ

اللہ کے رنگ میں رنگے جاؤ اور اللہ سے بہتر کس کا رنگ ہے؟"

انبیا کی ضرورت

انسان مدنی الطبع ہے اور تنہا زندگی بسر نہیں کر سکتا۔ ایک انسان کے لئے یہ ممکن نہیں کہ دنیا کے سب کام خود کر کے اپنی سب ضرورتیں پوری کر سکے۔ اس لئے اس کے معاشرہ کی بنیاد تقسیم عمل پر ہے۔ اس کی دو حیثیتیں ہیں۔ وہ اللہ کا بندہ اور نوع انسانی کا ایک فرد ہے اور اس لحاظ سے اس کے ذمہ دو قسم کے حقوق ہیں۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد جن کی تعین کے لئے خارجی ہدایت کا انتظام کیا گیا اور اس ہدایت کی تبلیغ کے لئے انبیا علیہم السلام کا سلسلہ جاری کیا گیا۔ کیوں کہ اللہ عالم الغیب کو معلوم تھا۔ کہ انسان دنیا کی لذتوں پہ فریفتہ ہو کر انہی کو منزل مقصود تصور کرے گا۔ اور اپنی پیدائش کی غرض کو بھول جائے گا۔ اور جس چیز کی تکمیل کے لئے بھیجا گیا ہے اس کو نظر انداز کر دے گا۔ اس نے ابتدا ہی میں انسان کو آگاہ کر دیا کہ ان علینا للھدیٰ (سورۃ اللیل پ۳۰)

"بے شک ہمارے ہی ذمہ ہدایت ہے۔" اور یہ ہدایت انبیا کے واسطہ سے دی جائیگی۔ یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ اِمَّا یَاْتِیَنَّکُمْ رُسُلٌ مِّنْکُمْ یَقُصُّوْنَ عَلَیْکُمْ اٰیٰتِیْ فَمَنِ اتَّقٰی وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ (سورۃ الاعراف رکوع ۴ پ۸) ترجمہ

اے اولاد آدم اگر تمہارے پاس تم میں سے رسول آئیں جو تم کو میری آیتیں سنائیں تو جو شخص تقویٰ اختیار کرے گا۔ اور اپنی اصلاح کرے گا۔ تو ایسے لوگوں کو کوئی خوف نہیں ہو گا اور نہ وہ غم کرینگے۔

چنانچہ پہلا انسان نبی بنایا گیا۔ اس کی زندگی میں لوگوں نے اس کی ہدایتوں پہ عمل کیا لیکن اس کے دنیا سے رخصت ہونے کے بعد رفتہ رفتہ اس کی تعلیم کو پس پشت ڈال دیا اور اسمیں لفظی اور معنوی تحریف کر دی اور بروز "الست" لئے ہوئے معاہدہ کو طاق نسیاں کی زینت بنا دیا۔

> **بیشک اللہ اُس کو نہیں بخشتا جو کسی کو اُس کا شریک بنائے اور اُس کے سوا جسے چاہے بخش دے**
> (۴ : ۱۱۶)

اللہ تعالےٰ کی رحمت نے بندوں کا بھٹکنا گوارا نہ کیا اور ان کی یاد دہانی کے لئے یکے بعد دیگرے انبیا بھیجے۔ انسان گمراہ ہوتے رہے اور اللہ تعالےٰ انبیا کو مبعوث کرتا رہا۔ چونکہ اولاد آدم روئے زمین کے مختلف حصوں میں آباد ہو کر قوموں اور قبیلوں میں تقسیم ہو گئی تھی۔ جن کے درمیان مواصلات نہ ہونے کی وجہ سے ایک ہی پیغام تمام اقوام تک نہیں پہونچایا جا سکتا تھا اس لئے ہر قوم اور ملک میں جداگانہ نبی بھیجا جاتا تھا۔ لِکُلِّ اُمَّۃٍ رَّسُوْلٌ (سورۃ یونس رکوع ۵ پ۱۱)

ہر قوم کے لئے ایک رسول آیا۔ لَقَدْ بَعَثْنَا فِیْ کُلِّ اُمَّۃٍ رَّسُوْلًا (سورۃ النحل رکوع ۵ پ۱۴) ترجمہ

بے شک ہم نے ہر قوم میں ایک رسول بھیجا

اِنْ مِّنْ اُمَّۃٍ اِلَّا خَلَا فِیْھَا نَذِیْرٌ (سورۃ فاطر رکوع ۳ پ۲۲) ترجمہ

کوئی قوم ایسی نہیں ہوئی جس میں کوئی آگاہ کرنے والا نہ آیا ہو۔

ان انبیاء میں کسی کی تعلیم عالمگیر اور دائمی نہیں تھی۔ ہر نبی نے صرف اپنی قوم کو مخاطب کیا اور اپنی جدوجہد کو اسی کی اصلاح کے لئے مخصوص رکھا۔ کسی نے دوسرے ملکوں اور قوموں میں مبلغ نہیں بھیجے۔ ان کی شریعتیں وقتی تھیں۔ اس لئے مدت معینہ کے گزرنے پہ منسوخ ہو گئیں۔ اور ان کی حفاظت ضروری نہیں سمجھی گئی۔ ان میں ہر ایک صفات الٰہیہ کے ایک پہلو کا نمائندہ تھا اور ہر حیثیت سے کامل نہ ہونے کی وجہ سے قیامت تک زندگی کے ہر شعبہ میں تمام انسانوں کے لئے عملی نمونہ نہیں بن سکتا تھا اور اس کی تعلیم بھی ہر زمانہ کا ساتھ نہیں دے سکتی تھی اور نہیں دے سکی۔

حق و باطل کی جنگ

جس طرح انسان کے اندر خیر و شر کی دو متضاد قوتیں ایک دوسرے کے مقابلہ میں کام کر رہی ہیں اسی طرح انسانیت کی تاریخ بھی بعضکم لبعض عدو (سورۃ الاعراف رکوع ۲ پ ۸) "تم ایک دوسرے کے دشمن ہو" کے بموجب علم و جہل، ہدایت و ضلالت، نور و ظلمت اور حق و باطل کی معرکہ آرائی کی تاریخ ہے۔ چنانچہ آغاز خلق سے ہر دور میں نور صداقت اور ظلمت ضلالت کی رقابت رہی۔ باطل نے اپنے تمام وسائل سے حق کے قلعوں پہ حملے کئے اور رشد و ہدایت کے قافلوں پہ چھاپے مارے۔ لیکن کاتب قضا و قدر نور الٰہی کی تکمیل کا فیصلہ لکھ چکا تھا اس لئے ہر میدان میں کفر و عصیاں کی تاریکی غائب ہوئی اور نور حق غالب آیا۔

اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَیَوْمَ یَقُوْمُ الْاَشْھَادُ

(سورۃ المومن رکوع ۶ پ۲۴)

ترجمہ: بے شک ہم اپنے رسولوں اور ایمان والوں کی مدد کرتے ہیں دنیوی زندگی میں اور اس دن جب گواہ کھڑے ہوں گے

جَآءَ الْحَقُّ وَزَھَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ کَانَ زَھُوْقًا

(سورۃ بنی اسرائیل رکوع ۹ پ۱۵)

اور جس نے اللہ کا شریک ٹھہرایا۔ وہ بڑی دور کی گمراہی میں جا پڑا (۴ : ۱۱۶)

ترجمہ:۔ حق آیا اور باطل غائب ہو گیا بے شک باطل غائب ہی ہونے والی چیز ہے۔

یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ

(سورۃ الصف رکوع ۱ پ ۲۸)

ترجمہ:۔ کافر چاہتے ہیں۔ کہ اللہ کے نور کو اپنی پھونکوں سے بجھا دیں۔ اور اللہ اپنے نور کو پورا کرے گا۔ خواہ کافر اس بات کو ناپسند کریں۔

اسلام سے قبل

لیکن حق و باطل کی عالمگیر جنگ اب سے چودہ سو برس پہلے عالمگیر گمراہی کے زمانہ میں ہوئی جب شیطان نے ہر مخلوق کو خالق سے برگشتہ کر کے مصنوعی معبودوں کے سامنے جھکا دیا تھا۔ ہر طاغوتی طاقت صداقت سے برسرپیکار تھی۔ اور اس کی جڑ کاٹ رہی تھی۔ ہر نبی کی تعلیم کفر و الحاد اور فساد کی تند باد کی تاب نہ لا کر برباد ہو چکی تھی۔ علم کے علم سرنگوں اور جہل کے جھنڈے سربلند تھے۔ صحف سماویہ صفحۂ ہستی سے مٹ چکے تھے۔ تمام ادیان کے احبار و رہبان جلب زر میں کوشاں اور عوام کالانعام خواب خرگوش میں مدہوش تھے معصیت کی سموم نے ان کے ایمان کے نخلستان کو ویران کر دیا تھا۔ عقائد و اخلاق کے گلستان میں خزاں آ گئی تھی۔ دہریت کی باد صرصر نے اعمال کے چمن کو پامال کر دیا تھا۔ امانت و دیانت کے گلزار بے برگ و بار ہو گئے تھے۔ ہر مذہب کا شجر بے ثمر تھا۔ تہذیب و تمدن کا باغ بلبل کی بجائے زاغ کا مسکن تھا۔ روحانیت کا چراغ گل ہو چکا تھا۔ مروت اور وفا کی بزم خالی تھی۔ انسانیت کی کھیتی اجڑ چکی تھی عفت و شرافت کے چشمے خشک اور توحید کے آتش کدے ٹھنڈے ہو گئے تھے امن و امان کے ایوان سنسان تھے۔ خون انسان پانی سے ارزاں تھا۔ محبت و اخلاص کے قصر تاراج ہو گئے تھے۔ عصمت و حیا عنقا و کیمیا کی مترادف تھی جہالت کی آندھی نے رشد و ہدایت کی مسند کو اوندھا کر دیا تھا۔ فسق و فجور کے بگولے نے تقوے کی شمع کو بے نور اور خدا ترسی کے آئینہ کو چکنا چور کر دیا تھا۔ کوہ قاف اور ہمالیہ کی چوٹیاں ہوں یا نیل اور گنگا کی وادیاں عرب کے ریگستان ہوں یا افریقہ کے بیابان۔ یورپ کی گھاٹیاں ہوں یا امریکہ کی پہاڑیاں۔ بحر احمر ہو یا بحر اسود سب جگہ شر و فساد برپا اور ظلم کا بازار گرم تھا۔ رنگ۔ نسل۔ وطن۔ زبان اور قوم کی بنا پر مراتب کا تفاوت تھا۔ اور ایک انسان دوسرے کو کمتر۔ ذلیل اور وحشی خیال کرتا تھا۔ توحید کا تصور بھی باقی نہیں رہا تھا کائنات کا ذرہ ذرہ معبود تھا۔ ہندوستان تبت اور چین وحشیانہ افعال۔ شرمناک توہمات اور شرک کے گہوارے تھے۔ مندر فحاشی کے اڈے تھے۔ مہاتما بدھ اور مہابیر سوامی کی اصلی تعلیم فنا ہو چکی تھی۔ اور ان کے متبعین اندھیرے میں بھٹک رہے تھے۔ اہل ہنود میں [illegible] مفقود تھی۔ بدھ دھرم کو نہایت بیرحمی اور سفاکی [illegible] جہنم بھسم سے معدوم کیا جا رہا تھا۔ انسان کی جان [illegible] نہیں تھی۔

عورتوں اور غلاموں اور شودروں پر ایسے ہولناک اور وحشیانہ ظلم کے پہاڑ ڈھائے جاتے تھے۔ کہ ان کے بیان کرنے کو بھی پتھر کا کلیجہ چاہیے۔ زبردست نہ بردست کو آزار پہنچانا اپنا فطری حق سمجھتا تھا۔ مذہبی پیشوا انسان اور خدا کے درمیان حائل اور ہر قانونی گرفت سے مستثنیٰ تھے۔ ان کی قساوت اور شقاوت سے شیطان بھی پناہ مانگتا تھا۔ حضرت مسیحؑ کی صلح کل تعلیم ایک افسانۂ پارینہ ہو چکی تھی۔ مسیحیوں نے خدا کے تین ٹکڑے کر دیئے تھے۔ کلیساؤں میں خدائے واحد کی بجائے مسیحؑ۔ مریم۔ پطرس۔ پولس وغیرہم کے مجسموں کی پرستش ہوتی تھی۔ پاپائے روما اور پادری "اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ" بنے ہوئے تھے۔ روم شام اور مصر کی خانقاہیں لرزہ خیز مظالم کی مرکز تھیں۔ یہودیت ایک جسد بے روح تھی۔ شریعت موسویہ طالمود کی موشگافیوں اور داستانوں میں بدل دی گئی تھی۔ اور "ثمن قلیل" کے عوض میں بک رہی تھی۔ بیت المقدس میں خاک اڑ رہی تھی۔ طور سینا کے سینہ پر جغد نوبت بجا رہا تھا۔ اُمت موسویہ "فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِیْنَ" کے خطاب سے محروم ہو کر ذلت و مسکنت اور غضب الٰہی کی مورد ہو گئی تھی۔ بابل اور نینوا کے تمدن پیوند زمین ہو چکے تھے۔ روما۔ یونان اور مصر کی تہذیبیں مدفون تھیں۔ اہل ایران کے آتشدان روشن تھے۔ مگر دلوں میں عشق الٰہی کی آگ بجھ چکی تھی۔ مزدک کے انسانیت سوز مسلک نے حسن اخلاق کا جنازہ نکال دیا تھا۔ رحم اور انصاف ناپید تھے لیکن بدترین اور ناگفتہ بہ حالت عرب کی تھی۔ جو ہر گمراہی اور بدعملی کا مرکز اور بت پرستی ثنویت اور تثلیث کا مرقع تھا۔ دین ابراہیمی آخری سانس لے چکا تھا۔ حلال اور حرام کا کوئی امتیاز نہیں رہا تھا۔ ہر کام کا خدا جدا تھا۔ بیت اللہ اپنی گذشتہ عزوشان پر ماتم کناں تھا۔ یثرب میں آہ و فغاں تھا۔ ادب و ثقافت کا نام و نشان نہ تھا۔ بے حیائی کا دور دورہ تھا۔ غرض تمام جہاں کے فلک پر ادبار اور ہلاکت کی گھنگھور گھٹائیں چھائی ہوئی تھیں۔ کائنات خواب گراں میں کروٹیں لے رہی تھی۔ اور قریب تھا کہ نار کے غار میں گر کر خاکستر ہو جائے۔ عالمگیر فساد اور خونریزی سے ملائکہ کے اعتراض کی تائید ہو رہی تھی۔ نفسی نفسی کا غلغلہ بلند ہو رہا تھا۔ اور کوئی کسی کا ہمدرد نہیں تھا۔

تلاش حق

اس گندی فضا میں صرف ایک پاک اور بے نفس انسان جس کا دامن عصمت کسی معصیت سے داغدار نہیں ہوا تھا۔ ریگزار عرب کے ایک غار میں گوشہ نشین ایک ایسے نسخۂ کیمیا کی تلاش میں تھا۔ جس سے وہ سوئی ہوئی انسانیت کو جگا کر تباہی کے ہاویہ میں گرنے سے بچا سکے کیونکہ اس وقت دنیا کی کوئی موجودہ کتاب حقوق اللہ۔ حقوق العباد نظام ربوبیت اور تہذیب و تمدن کے سلسلہ میں رہنمائی نہیں کر سکتی تھی۔ بلکہ مروجہ مذاہب ہی تمام سماجی اور اخلاقی عیوب کے ذمہ دار اور امن و امان کے لئے جلائے بے درمان تھے۔ مذہب صرف عقیدہ یا فلسفہ کا دوسرا نام تھا۔

بعثت

[illegible]

پورا کیا۔ رمضان کا مہینہ تھا۔ باطل کے کالے بادل میں آفتاب رسالت محمدیہ کی شعاعوں نے افق مکہ سے جلوہ گر ہو کر دنیا بھر کو منور کر دیا۔ مردہ زمین کو مژدہ سنایا گیا۔ کہ وہ اپنے پروردگار کے انوار سے جگمگائے گی۔ کفر کے قصر میں زلزلہ آ گیا۔ جھوٹے معبود سربسجود ہو گئے۔ یاس و قنوط کی بساط الٹ دی گئی اور بنی آدم کو انعام الٰہی اور حیات جاوید کی نوید سنائی گئی۔ صفات الٰہیہ کا رازدار۔ محبوب کردگار شراب طہور سے سرشار۔ میدان توحید کا شہسوار۔ ابراہیمؑ و اسماعیلؑ کی یادگار۔ حریت و اخوت کا علمبردار۔ مخلوق کا دلدار اور کاروان سالار۔ کردار کا معمار۔ خوابیدہ انسانیت کو بیدار کرنے کے لئے نمودار ہوا۔

سید ولد آدم۔ رسول اکرم۔ سرور عالم۔ ذات باری کے مظہر اتم صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کو جور و ستم سے نجات دلانے کے لئے فاران سے قرآن کا فرمان سنایا۔

قُتِلَ الْاِنْسَانُ مَآ اَكْفَرَهٗ

(سورۃ عبس پ ۳۰)

"مارا جائے انسان۔ کس قدر ناشکرا ہے۔"

احسان فراموش انسان نے اپنے محسن اعظم کا استقبال حسب معمول سب و شتم۔ ایذا رسانی۔ زدوکوب۔ ساحر مجنون کے القاب اور ترکیب سوالات سے کیا۔ سارا ملک جو محمدؐ بن عبد اللہ کو امین و صادق کہتا تھا۔ اور آپؐ کے لئے نگاہ کو فرش راہ کرتا تھا۔ اب محمد رسول اللہ کی تکذیب پر متفق ہو گیا۔ لیکن باطل پرستوں کی کثرت اس ہستی کے پائے ثبات میں کیا جنبش پیدا کر سکتی تھی۔ جو اس سب سے بڑی امانت الٰہیہ کا حامل تھا جس کے اٹھانے سے پہاڑ بھی عاجز تھے۔

لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَیْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْیَةِ اللّٰهِ

(سورۃ الحشر رکوع ۳ پ ۲۸)

ترجمہ:۔ اگر ہم اس قرآن کو کسی پہاڑ پر نازل کرتے تو تم دیکھتے کہ وہ خدا کے خوف سے دب جاتا اور پھٹ جاتا۔ باقی باقی

الاستفتاء

ادارہ خدام الدین میں فتوے نویسی کا کوئی انتظام نہیں ہے ۔ لہذا فتوے طلب کرنیوالے حضرات سے درخواست ہے کہ وہ اپنے سوالات بخدمت جناب مفتی جمیل احمد صاحب تھانوی جامعہ اشرفیہ نیلا گنبد لاہور کے پتہ پر ارسال فرماویں ۔ اگر براہ راست جواب مطلوب ہو تو واپسی لفافہ ہمراہ بھیجیں اور اگر خدام الدین میں اشاعت مطلوب ہو ۔ تو مفتی صاحب کی خدمت میں یہ لکھ دیا جائے اور جس وقت حضرت مفتی صاحب فتویٰ تحریر فرما کر ہمیں بھجوادیں گے ۔ بعد ملاحظہ و اجازت حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی شائع کر دیا جائے گا ۔

کیا لکھتے ہیں علماء دین بیچ اس مسئلہ کے

س ۱

لڑکی تو پاکستان ہے اور خاوند ہندوستان ہے ۔ خاوند نہ تو طلاق دیتا ہے اور نہ ہی پاکستان آتا ہے ۔ لڑکی کے وارث لڑکی کے پاس ہیں ۔ ہر چند کوشش کی گئی لیکن لڑکا نہ آتا ہے اور نہ اپنی بیوی کو اپنے پاس لے جاتا ہے ۔ اس صورت میں کیا لڑکی دوسرا نکاح کر سکتی ہے یا نہیں ۔

س ۲ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ پانچ سال گزر جانے کے بعد خاوند کی جدائی ہیں ۔ خاوند حیات بھی ہے اور معلوم بھی ہے ۔ لیکن آتا نہیں ۔ لڑکی خود مختار ہو جاتی ہے ۔ یہ کہاں تک درست ہے ۔

(احقر خادم شوکت حسین مہاجر آباد لاہور)

ج ۱

الجواب

مبسملا و محمدلا و مصلیا و مسلما

ج ۱ جب تک خاوند طلاق نہ دے دے یا کسی شرعی استحقاق سے شرعی طریقہ سے نکاح فسخ نہ کرالے ۔ عورت کو دوسرے سے نکاح کرنا حلال نہیں ہے ۔ وہ اس وقت تک اس پہلے شوہر کی منکوحہ رہتی ہے اور آیت والمحصنٰت من النساء کے حکم سے دوسرے سے نکاح نہیں ہو سکتا ۔ جب شوہر نہ خرچہ دیتا ہے نہ آتا ہے نہ بلاتا ہے تو بہتر صورت یہ ہے ۔ کہ اول اس کی کوشش کی جائے کہ وہ کسی طرح طلاق دیدے یا کسی معاوضہ پر یا مہر پر خلع کرے ۔ یہ بھی نہ ہو سکے تو اگر عورت کے خرچہ وغیرہ کا کوئی انتظام ہو اور عورت صبر کر سکے تو بہتر ہے ۔ یہ صورت بھی نہ ہو پائے تو موجودہ علماء نے اس مسئلہ میں مالکی مذہب پر متاخرین فقہا کی ہدایت کے مطابق فتوے دیا ہے ۔ جو مالکی علمائے دین شریفین سے تحقیق کر کے اردو کتاب حیلہ ناجزہ میں درج کر دیا ہے ۔ خط و کتابت دلائل وغیرہ سب وہاں موجود ہیں خلاصہ یہ ہے کہ حاکم مسلم کے یہاں اور اگر کوئی حاکم شریعت کے مطابق نہ کر سکے ۔ تو پنچایت میں جس میں دو عالم بھی ہوں مقدمہ دائر کرے ۔ گواہوں سے نکاح کو ۔ (۱) خرچہ (۲) نہ دینے کو (۳) نہ آنے (۴) نہ بلانے کو ۔ (۵) حقوق واجبہ ادا کرنے کو ثابت کرے اور حلف بھی کرے ۔

اس پر حاکم دو معتبر آدمیوں کے سامنے حکم لکھ کر ان کو دے کہ شوہر کے پاس بھیجے کہ ایسا دعوےٰ ہوا ہے ۔ اگر صحیح ہے ۔ تو (۱) خود آ کر بیوی کے حقوق ادا کرو (۲) یا اس کو بلا لو ۔ (۳) یا یہیں سے کوئی انتظام کر دو ۔ (۴) ورنہ اس کو طلاق دے دو ۔ (۵) اگر تم نے ان میں سے ایک بات بھی نہ کی ۔ تو ہم کو نکاح فسخ کرنے کا شرعاً اختیار ہے ۔ ہم فسخ کر دیں گے ۔ یہ لوگ تحریر کرا کے یا کر کے جواب لا کر اس کی گواہی دیں ۔ اگر خاوند نے کوئی صورت نہ کی تو حاکم ایک مہینہ انتظار کا حکم دے ۔ پھر عورت کی درخواست پر نکاح فسخ کر دے ۔ پوری تفصیل کے لئے اس کتاب کو حاکم یا پنچایت سامنے رکھ لے ۔

(۲) یہ بالکل غلط ہے ۔ شریعت پر اتہام ہے ۔ حنفیہ کے مذہب میں تو لاپتہ کی بیوی کو ۹۰ سال انتظار کرنا ضروری ہے ۔ ۹۰ سال تک اور زندگی مشکوک ہونے میں بھی عورت خود مختار نہیں ہوتی ۔ بلکہ بعد میں بھی حاکم سے حکم لینے کی ضرورت ہوتی ہے

خود مختار نہیں ہوتی ۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۔

کتبہ جمیل احمد تھانوی مفتی جامعہ اشرفیہ نیلا گنبد لاہور

س ۲

حکومت نے جو نوٹوں پر فوٹو چھاپے ہیں ۔ اس کے متعلق ایک مسئلہ پوچھنا چاہتا ہوں ۔ کیا تصویر والی چیز کو جیب میں ڈال کر نماز ہو سکتی ہے ۔ یا کہ نہیں ۔

ج ۲

الجواب

مبسملا و محمدلا و مصلیا و مسلما

تصویر جیب میں یا کسی جگہ چھپی ہوئی ہوگی یا جاندار کی نہ ہوگی تو نماز درست ہے ۔ جاندار کی تصویر سر کے اوپر یا سامنے یا پیچھے یا داہنے بائیں یا سجدہ کی جگہ ہوگی تو مکروہ ہے ۔ بشرطیکہ اتنی بڑی ہو کہ اس کو زمین پر رکھ کر کھڑے ہو کر دیکھیں تو اس کے اعضا نظر آ سکیں ۔ درمختار میں ہے ولبس ثوب فیہ تماثیل ذی روح وان یکون فوق راسہ او بین یدیہ او بحذائہ یمنۃ او یسرۃ او محل سجودہ تمثال ... او فی یدہ لانہا مستورۃ بثیابہ او علی خاتمہ بنقش غیر مستبین قال فی البحر ومفادہ کراھۃ المستبین لا المستتر بکیس او صرۃ او ثوب آخر واقرہ المصنف او کانت صغیرۃ لا تتبین تفاصیل اعضاءھا للناظر قائما وھی علی الارض ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ جمیل احمد تھانوی مفتی جامعہ اشرفیہ نیلا گنبد لاہور

س ۳

سوال (۱) میں کسی دوست کو ڈیڑھ دو ہزار روپیہ بغرض کاروبار کے دیتا ہوں اور شرائط یہ ہوتی ہے کہ نفع میں سے دو حصے وہ لے گا اور ایک حصہ میں خود لیتا ہوں ۔ نقصان کی صورت میں دونوں نصف کے ذمہ وار ہوتے ہیں ۔ لیکن اس کاروبار میں صرف رقم لگانے کے ہیں نہ خریدتا ہوں ۔ نہ بیچتا ہوں ۔ آپ ان سے دریافت کے بعد بتائیے کیا ایسا نفع کھانا حلال ہے ؟ اور اس پر زکوٰۃ واجب ہے یا نہیں ۔ کیونکہ رقم ہر وقت کاروبار میں لگی رہتی ہے ۔

(۲) میں نے باقی رقم تقریباً اس سے دوگنی یا ڈھائی گنی اپنے بزرگ کو دے رکھی ہے ۔ اور ان سے کوئی نفع نہیں لیتا ۔ نہ نقصان کا ذمہ دار ہوں بتلائیے کیا اس رقم پر زکوٰۃ واجب ہے یا نہیں ۔ ویسے وہ بزرگ اپنی ذاتی رقم میں سے زکوٰۃ دیتے ہیں ۔ میری میں سے نہیں ۔ وہ ہر وقت کاروبار میں لگی رہتی ہے ۔ یہ رقم ان دو حصوں کو اپنے

دی ہے کہ ان کے پاس رقم نہیں ہے۔ جس سے اپنا کام چلا سکیں۔ بزرگوارم کو میں نے یہ رقم اس لئے دی ہے تاکہ ان کی مالی حالت اچھی ہو جائے اور اپنا پیٹ پال سکیں۔ ساتھ ہی وہ محتاج بھی ہیں۔ کیا مجھے زکوٰۃ دینی چاہیئے؟

ع ۳

الجواب

(۱) یہ معاملہ تو شرکت کا معاملہ ہے۔ اس کو فقہ میں شرکت مضاربت کہتے ہیں۔ مال ایک کا کام دوسرے کا اس میں حصہ داری کا نفع طے کر لینا جائز ہے معین نقد جائز نہیں $\frac{1}{3}$ اور $\frac{2}{3}$ طے کرنا جائز ہے۔ مگر نقصان ہونے پر کُل نقصان روپے والے کا ہوگا۔ اس کی محنت کا نقصان ہے اس کے روپیہ کا۔ کام والے کے ذمہ روپیہ کا نقصان نہیں پڑے گا۔ درمختار میں ہے

وما هلك من مال المضاربة يصرف الى الربح لانه تبع فان زاد الهالك على الربح لم يضمن (شامی ج ۴ ص ۴۲۹) اور یہ شرط کہ نقصان دونوں پر ہوگا۔ خود باطل ہے معاملہ صحیح ہے۔ درمختار میں ہے کل شرط يوجب جهالة في الربح او يقطع الشركة فيه يفسدها والا بطل الشرط وصح العقد اعتبارا بالوكالة۔ شامی میں قوله بطل الشرط كشرط الخسران على المضارب س (ج ۴ ص ۴۳۲) لہذا اس کام کا نفع حلال ہے اور مال سب مالک کا ہے۔ زکوٰۃ مالک پر ہے۔

(۲) یہ تو شرکت نہیں قرضہ دیا ہوا ہے۔ جو قرض مرا ہوا نہیں۔ یعنی لینے والا منکر ہو اور ثبوت کوئی نہ ہو ایسا نہیں اس پر زکوٰۃ فرض ہوتی ہے۔ آپ کو زکوٰۃ ادا کرنا ضروری ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ جمیل احمد تھانوی مفتی جامعہ اشرفیہ نیلا گنبد لاہور

ع ۴

ہم تھوڑی آمدنی والے لوگ کچھ بچا کر کسی کے پاس رکھیں

لیکن ہم اگر بینک میں رکھیں یا ڈاکخانہ میں۔ سیونگ بنک اکاؤنٹ کھولیں تو وہ سالانہ دو روپیہ فی سینکڑہ سود دیتے ہیں اگر سود لیں تو گناہ ہوتا ہے۔ اس مسئلہ سے ہم لوگ بڑے پریشان ہیں۔ کہیں حلال کی کمائی حرام نہ ہو جائے۔ یہ مسئلہ دریافت کرکے مجھے لکھیں۔ وہ سود جو ہمیں ملتا ہے۔ اسے کیا کرنا چاہیئے۔

علاؤالدین قریشی شیر فروش
اندرونی دہلی گیٹ ملتان

ع ۴

الجواب

مبسملاً و محمدلاً و مصلیاً و مسلماً

سود بنک اور ڈاکخانہ کا دونوں حرام ہیں۔ اس کا لینا بھی حرام اور کھانا بھی حرام ہے۔ اگر لے کر کسی اور کو دیا تو لینے کا تو گناہ رہے گا۔ اس لئے بالکل نہ لیا جائے۔ پاکستان سے پہلے جو اس کا فتوے تھا وہ اس وجہ سے تھا کہ حکومت انگریز تھی۔ وہ اس روپیہ کو مشن میں دیتی اور مسلمانوں کو عیسائی بنانے کے کام میں لگاتی تھی۔ اس میں جس قدر رکاوٹ پیدا کی جا سکے وہ اسلام کی خدمت تھی۔ اس لئے یہ روپیہ لے لینا ایک طرف گناہ۔ مگر دوسری طرف اسلام کی خدمت تھی اس لئے لے کر خیرات کرنے کا فتویٰ تھا اور اب حکومت مسلمانوں کی ہیں۔ بنک ڈاکخانہ مسلمانوں کے ہیں۔ اگر وہ اس رقم کو جو انہی کی ہے کسی بُرے کام میں استعمال کریں تو وہ انکی اپنی تباہی کا کام ہے۔ اسلام کی تباہی نہیں ہے۔ اس لئے لینا جائز نہیں۔ جیسے بدکار آدمی کا مال چوری کرنا جائز نہیں۔ ایسے ہی اس کا لینا بھی جائز نہیں۔ وہ صحیح استعمال نہ کرے گا۔ خود مجرم ہوگا۔ دوسری وجہ علماء کے نزدیک دارالحرب میں کافر سے سود لینا جائز ہونے کی بنا پر تھا۔ اب وہ وجہ بھی نہیں۔ پاکستان دارالاسلام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ جمیل احمد تھانوی مفتی جامعہ اشرفیہ نیلا گنبد لاہور

نوجوانوں پر قرآن مجید کی تعلیم کا اثر

امتحان سالانہ درس کلام مجید مدرسہ قاسم العلوم شیرانوالہ دروازہ لاہور

وقت پانچ گھنٹے

کل نمبر ۱۴۰

۱- کوئی سی چھ آیات کا ترجمہ لکھو۔ پارہ اور آیات کا حوالہ بھی تحریر کرو۔ ۳۰

۲- اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّ عَلَانِيَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ کا مطلب تحریر کرو۔ پ۳ رکوع ۵ آیت ۲۷۴ ۱۰

۳- اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا لَّنْ تُقْبَلَ تَوْبَتُهُمْ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الضَّآلُّوْنَ پ۳ رکوع ۱۶ آیت ۹۹- کا مطلب تحریر کرو۔ نیز اس آیت سے مُراد کون لوگ تھے۔ اور موجودہ زمانہ میں اس آیت شریف کا مصداق کون لوگ ہیں؟ ۱۵

۴- ا- نماز کے فوائد لکھو۔ پنجگانہ نماز پڑھنے سے انسان کو کیا حاصل ہوتا ہے۔ اور آخرت میں اس کے کیا نتائج و ثمرات مرتب ہونگے؟

ب- جو لوگ مسلمان ہونے کے باوجود نماز نہیں پڑھتے۔ ان کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے۔

ج- اگر تمام مسلمان نماز جیسی اہم عبادت کو کما حقہٗ ادا کرنا شروع کردیں تو کیا ہماری مشکلات میں کچھ کمی ہو سکتی ہے؟ ۳۰

۵- پانچ احادیث شریفہ کا ترجمہ لکھو- نیز ہر حدیث کا نمبر اور راوی کا نام بھی تحریر کرو۔ ۲۵

۶- عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْتِيْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَا يُبَالِي الْمَرْءُ مَآ اَخَذَ مِنْهُ اَمِنَ الْحَلَالِ اَمْ مِّنَ الْحَرَامِ

اس حدیث کا مطلب مثالیں دے کر واضح کرو۔ ۱۰

۷- تاریخ اسلام کا کوئی مختصر سا واقعہ تحریر کرو ۱۰

۸- اپنی درسگاہ کے متعلق دلی تاثرات کا اظہار کرو ۱۰

فرخ عبید ملک عمر ۱۷ سال (ایچیسن بیسینڈری کالج لاہور فسٹ ایر)

حاصل کردہ نمبر ۱۴۰

سوال نمبر ۲- کلام مجید کی کوئی آیت بھی حکمت سے خالی نہیں اور اس آیت میں بھی حکمتیں پنہاں ہیں۔ مال و دولت کا اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے رہنا چاہیئے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ جو مال و دولت کو خرچ کرے گا۔ اس کو کسی قسم کا خوف و ڈر نہ رہے گا۔ اور نہ ہی وہ غمگین ہوگا۔ انسان اس لیئے مال و دولت جمع کرتا ہے۔ کہ وہ خوش و خرم رہے۔ اور غمگین نہ ہو اُسے دل کا اطمینان حاصل ہو جائے۔ جب دل کا اطمینان وغیرہ مال کو خرچ کر دینے سے میسر آ جائے تو مال جمع کرنے کی کیا ضرورت ہے؟

سوال ۳- اس زمانہ میں اس آیت کے مصداق وہ لوگ ہیں جو مسلمان ہونے کے بعد کفر اختیار کر لیتے ہیں۔ ان میں نئی تہذیب کے وہ حامی بھی شامل ہیں جو اسلام کو بھی دوسرے تحریف کردہ مذاہب کی طرح بنا دینا چاہتے ہیں۔ اس کے لیئے وجہ وہ یہ بیان کرتے ہیں کہ ہم اسلام کو وسیع مذہب بنانا چاہتے ہیں۔ یہ سب بکواس ہے۔ اسلام تو بذات خود بہت وسیع مذہب ہے۔ جو کوئی اس آزاد خیالی اور وسعت سے بڑھنا چاہے۔ تو وہ ہدایت کی حد سے بڑھ کر گمراہی کی حد میں داخل ہونا چاہتا ہے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اُن پر سخت ناراضگی ظاہر کی ہے اور فرمایا ہے کہ پھر مرتے وقت جتنی چاہیں توبہ کریں اُن کی توبہ ہرگز قبول نہیں کی جائے گی۔

سوال ۴- (ا) نماز کے فوائد- نماز کے لیئے طہارت شرط ہے اور طہارت سے انسان نجاستوں سے پاک ہو جاتا ہے اور خدا کی رحمتوں کا نزول پاک لوگوں پر ہی ہوتا ہے۔ اس لیئے ہر نمازی پر خدا کی رحمتوں کی بارش ہوتی رہتی ہے نیز ہمارے جسم کی غذا اجناس خوردنی ہے اگر ہم کچھ نہ کھائیں پئیں۔ تو بتدریج ہمارا جسم کمزور ہوتا جائے گا۔ اسی طرح روح کی غذا عبادت الٰہی یعنی نماز ہے۔ اگر ہم نماز نہ پڑھیں تو ہماری رُوح کو ضعف پہنچے گا۔ اس لیئے ضروری ہے کہ جس طرح ہم جسمانی غذا کا انتظام کرتے ہیں۔ اُسی طرح رُوحانی غذا کا بھی اہتمام و التزام بھی کریں۔ علاوہ ازیں نمازی کے ماتھے پر جو محراب ہوتا ہے۔ وہ قیامت کے دن چمک چمک کر دوسروں پر اس شخص کی فضیلت کا اعلان کریگا اور نمازیوں کو روز قیامت عرش الٰہی کے سایہ میں جگہ ملے گی۔

۴-ب- جو لوگ مسلمان ہونے کے باوجود نماز نہیں پڑھتے۔ اُن کے متعلق اس مثال سے زیادہ کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ جیسے ویران جنگل میں رات کا وقت اور گھٹا ٹوپ اندھیرا چھایا ہو سب اطراف سے خوفناک درندوں کا ڈر ہو۔ اس حالت میں ایک آدمی اکیلا اس جنگل سے گزر رہا ہو اور وہ اس جنگل میں سے گزر کر عیش و آرام کی زندگی گزارنے کے لیئے آگے ایک شہر میں جانا چاہتا ہو۔ اس وقت اس کے ہاتھ میں جلتی ہوئی ایک شمع دے دی جائے پھر وہ شخص اس شمع کو بجھانے کی کوشش کرے۔

سوال ۶- حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئیگا کہ وہ حلال و حرام میں تمیز نہیں کرینگے۔ اس کا پتہ اس سے چلتا ہے۔ جیسے آج کل بنکوں میں سود کا لین دین عام ہے عام مسلمان اس طرح بنکوں سے سود لیتے ہیں لیکن حرام میں تمیز نہیں کرتے۔ علاوہ ازیں آج کل لوگ بلا تحقیق امریکن دودھ استعمال کر رہے ہیں اور کسی کو یہ معلوم نہیں کہ اس میں حلال جانوروں کا دودھ ہے یا سؤر وغیرہ کا؟ اس سے خدا بچائے۔

محمد آصف عمر ۱۷ سال (فسٹ ایر اسلامیہ کالج لاہور) حاصل کردہ نمبر ۱۵۱

سوال ۵ کا جواب حسب ذیل ہے
مسلمان عورت کو فقط اپنے گھر کی صفائی یا کھانے پکانے کے لئے ہی نہیں بھیجا گیا۔ بلکہ اس لئے کہ وہ اپنے خاوند کی اچھی طرح خدمت کرے اپنے بچوں کی اس طرح پرورش کرے کہ وہ بڑے ہو کر بے دینی اور کفر کی طرف نہ جائیں اور دنیاوی تعلیم کے ساتھ ساتھ اسلامی تعلیم بھی دے۔ بچے کو با اخلاق اور نیک بنانے میں اُس کی مدد کرے۔

عورتوں کی اصلاح قرآن مجید اور حدیث شریف کی روشنی میں ہونی چاہیئے۔ آج کل جو طریقہ مسلمانوں نے اپنے بچوں کو تعلیم دینے کا اختیار کر رکھا ہے۔ وہ بالکل غلط ہے۔ یہ انگریزی طریقہ جو مغربی ممالک سے ایشیا اور ہندو پاکستان میں آیا ہے۔ اس میں خدا سے روشناس نہیں کرایا جاتا۔ بچیوں کو سکولوں میں گانے بجانے ناچنے کے لئے مجبور کیا جاتا ہے۔ سو میں سے دس بارہ لڑکیاں جو اس چیز سے محفوظ رہنا چاہتی ہیں۔ وہ بھی اپنے آپ کو اس بری علت سے نہیں بچا سکتیں۔ ان بچیوں کو اس قسم کا ماحول دیا جاتا ہے کہ وہ خود بخود شیطانی کاموں کی طرف مائل ہوں۔

مثلاً عام طور پر سکولوں میں لڑکیاں اور لڑکوں کو فلم دکھانے کے لئے لے جایا جاتا ہے۔ اس کے بعد جیسا کہ وہ فلموں میں دیکھتی ہیں ان کے دل میں بھی اُمنگ پیدا ہوتی ہے کہ وہ بھی ایکٹرس بنے۔

میٹرک پاس کرنے کے بعد لڑکے اور لڑکیوں کو اکٹھی تعلیم دی جاتی ہے کوئی پردہ نہیں ہوتا۔ لاہور میں کوئی ایسا کالج نہیں جس میں لڑکوں کے ساتھ لڑکیاں نہ پڑھتی ہوں۔ یہاں تک کہ جو کالج انجمن حمایت اسلام کے زیر نگرانی ہے اس میں ایم اے میں لڑکے اور لڑکیاں اکٹھے پڑھتے ہیں۔ اور باقی کالجوں میں فسٹ ایر سے لڑکے لڑکیاں اکٹھی پڑھتی ہیں جس سے لڑکیاں اپنی کم عمر میں اپنی اور لڑکوں کی زندگی تباہ و برباد کر دیتی ہیں۔

انہی لڑکیوں کو اگر اس مغربی طریقہ کی تعلیم سے تعلیم نہ دی جائے بلکہ قرآن مجید اور حدیث شریف کی روشنی میں تعلیم دی جائے اور ان کی اچھی طرح اصلاح کی جائے تو سب کچھ ٹھیک ہو سکتا ہے۔ مسلمان مرد پر عورت کو صحیح تربیت دلانا فرض ہے۔

سوال ۸ ہمارا مدرسہ قاسم العلوم اس وقت بہت بڑی اسلامی خدمت کر رہا ہے۔ صبح و شام قرآن مجید کا ترجمہ پڑھایا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ حدیث شریف کا بھی درس ہوتا ہے۔ اس درسگاہ میں قرآن مجید کی روشنی میں ایسے طالب علموں کو تعلیم دی جاتی ہے جو کہ مشن اور گورنمنٹ کے سکولوں میں تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ وہ بچے جنہیں اسلام سے کوئی واقفیت یا دلچسپی نہ تھی۔ اب اسلام کے ہر قانون اور حالات سے آگاہ ہیں۔ اس طرح سے بہت سے طالب علم جو کہ انگریزی تعلیم کے ساتھ اسلامی تعلیم حاصل کر رہے ہیں کئی قسم کی برائیوں سے بچ گئے ہیں۔ اور اللہ کے فضل و کرم سے اچھی بُری اور نیک و بد شئے میں تمیز کر سکتے ہیں اس مدرسہ میں تعلیم کے علاوہ اخلاقی قوانین پر بھی عمل کرایا جاتا ہے۔ اور اس طرح سے اس مدرسے کی اس اسلامی خدمت سے کئی اشخاص گمراہی سے بچ کر اسلام کے صحیح راستے پر آگئے ہیں۔

اطہر جاوید بعمر ۱۶ سال (گورنمنٹ سنٹرل ماڈل سکول لاہور جماعت دہم) حاصل کردہ نمبر ۱۴۰

سوال ۳ - حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بعض لوگ ایسے بھی تھے جو بظاہر کلمہ پڑھتے تھے۔ مسلمان ہونے کا اقرار کرتے تھے۔ لیکن آڑے وقت میں مثلاً جنگ وغیرہ کے موقعہ پر مسلمانوں کا ساتھ چھوڑ دیتے تھے۔ ایسے لوگ آخرت میں سخت عذاب میں مبتلا ہوں گے۔

آج کل اس آیت کا مصداق قادیانی منکرین حدیث اور قبر پرست ہیں۔ مرزائی ہندوستان میں انگریز کا خود کاشتہ پودا تھے۔ اور یہ ختم نبوت کے منکر ہیں اور مرزا غلام احمد کو بھی نبی مانتے ہیں۔ قبر پرست قبروں پر جا کر سجدے کرتے ہیں اور منتیں مانتے ہیں اور چڑھاوے چڑھاتے ہیں۔ اس لئے یہ غیر اللہ کو اللہ کے ساتھ شریک کرتے ہیں۔

۴ - (ا) نماز کے فوائد میں سے سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ نماز انسان کو ظاہری و باطنی نجاستوں سے اور غلاظتوں سے پاک رکھتی ہے اور برائیوں سے بچاتی ہے - کما قال ان الصلوٰۃ تنھیٰ عن الفحشاء والمنکر

ب - مسلمان کا مطلب اطاعت گزار اور فرمانبردار ہے اور اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ مسلمان پنجگانہ نماز پڑھیں۔ اگر ہم نماز نہیں پڑھتے تو اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ ہم اللہ تعالیٰ کے حکم کی نافرمانی کرتے ہیں تو پھر ہم مسلمان کس بات کے رہے کیونکہ مسلمان کا مطلب فرمانبردار ہے۔ نہ کہ نافرمان۔ نیز نماز پڑھنے سے ہمیں نقصان نہیں ہوتا۔ بلکہ سراسر نفع ہوتا ہے تو پھر نماز پڑھنے میں کیا حرج ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے مسلمان کو جو نماز میں کوتاہی کرے معاف کر دے گا۔ لیکن جو نہ تو خود نماز پڑھے اور پڑھنے والوں کا مذاق اُڑائے تو ایسے لوگوں کو آخرت میں سخت عذاب ہوگا۔

ج - پانچ وقت مسجد میں حاضر ہونا مسلمانوں کے لئے ایک بہترین تنظیم ہے۔ اس طرح مسلمان اکٹھے ہو کر ایک دوسرے کی مشکلات سے آگاہ ہو سکتے ہیں۔ اور پیش آمدہ حالات کے متعلق سوچ بچار سے اجتماعی اقدام کر سکتے ہیں۔ اس طرح پنجگانہ نماز کی پابندی سے مسلمانوں کی موجودہ پسماندگی اور مشکلات کا ازالہ ہو سکتا ہے۔

۴ - جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق آج کل وہ زمانہ ہے جس میں حلال و حرام کی تمیز نہیں رہی۔ آج کل مسلمان رشوت، سمگلنگ اور بلیک مارکیٹنگ سے روپے کماتے ہیں اور اسے حرام نہیں سمجھتے۔ بلکہ آج کل کے معاشرے میں راشیوں سمگلروں اور بلیک مارکیٹ کرنیوالوں کو عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پاکستان ترقی کے بجائے دن بدن تنزل کی طرف جا رہا ہے۔ سمگلنگ کرنے والوں کے سرغنے اس قدر اثر رسوخ والے ہیں کہ حکومت سمگلنگ کے انسداد کے لیے قانون نہیں پاس کر سکی۔ بلکہ مسودہ واپس لے لیا۔ اور جو لوگ پکڑے گئے وہ ان لوگوں کے ادنٰے ایجنٹ ہیں۔

سوال ۲ - اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال خرچ کرنے کے بہت فائدے ہیں۔ اس طرح بے یار و مددگار غربا اور مساکین کی پرورش ہو جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ راضی ہو جاتا ہے اور ہمارا دل بھی مطمئن ہو جاتا ہے مال پوشیدہ طور پر خرچ کرنا زیادہ بہتر ہے اس لئے غربا کی مدد پوشیدہ طور پر کرنی چاہیئے۔ تاکہ دکھاوا نہ ہو اور اگر دکھاوا مقصود ہو تو اس سے بہتر ہے کہ خرچ ہی نہ کیا جائے۔

مدرسہ کے متعلق دلی رائے:۔

ہمارے مدرسہ میں صبح و شام قرآن و حدیث کا درس دیا جاتا ہے۔ اس طرح ہم نے اپنے دین اسلام کے متعلق بہت کچھ علم حاصل کر لیا ہے۔ اور اب میں اس قابل ہوں کہ ایک عیسائی یا قادیانی سے ڈٹ کر مقابلہ کر سکتا ہوں۔ میری دلی خواہش ہے کہ ہر محلہ میں ایک ایسا مدرسہ ہونا چاہیئے تاکہ لوگ اپنے دین سے کما حقہٗ واقف ہو سکیں۔

قرآن کا ترجمہ اور حدیث پڑھنے سے ہی ہمیں مذہب اسلام کی فضیلت تمام مذاہب پر نظر آتی ہے۔ اور ہم کہتے ہیں کہ واقعی ہم کتنے خوش قسمت ہیں کہ ہمارے آباؤ اجداد مسلمان تھے۔

انظر حبیب۔ بعمر ۱۷ سال (رنگ محل مشن ہائی سکول لاہور جماعت دہم)

حاصل کردہ نمبر ۱۳۰

سوال ۷ (ا)

"پنجگانہ نماز پڑھنے سے انسان اپنے خدا کو راضی کر سکتا ہے"

"نماز پڑھنے والا وضو کرنے کی برکت سے پاک و صاف رہتا ہے۔

"خدا کی رحمت اس پر ہوتی ہے"

"نمازی ہر بُرے کام سے بچا رہتا ہے پانچ وقت کے نمازی کے پاس اتنا وقت ہی نہیں ہوتا کہ وہ ناجائز کاموں میں صرف کرے"

نماز پڑھنے کے نتائج آخرت میں

"آخرت میں نتائج نہایت عمدہ اور میٹھے ہونگے"

"چہرے چمک رہے ہوں گے۔ اللہ کی رحمت کا نور اُن کے چہروں پر برس رہا ہوگا۔

"نمازی انسان کو خدا جنت میں اونچا درجہ دے گا۔ کیونکہ وُہ دنیا میں خدا کی یاد کرتا رہا۔

"موت کے بعد اپنا وقت آرام اور راحت میں بسر کرے گا"

جو لوگ مسلمان ہونے کے باوجود نماز نہیں پڑھتے۔ وُہ خدا کے نافرمان ہیں۔

اگر تمام مسلمان نماز جیسی عبادت کو کما حقہٗ ادا کرنا شروع کر دیں تو ان کی تمام مشکلات آسان ہو سکتی ہیں۔

ہماری درسگاہ

یہ درسگاہ ایک نہایت ہی مفید تعلیمی ادارہ ہے۔ یہاں آکر ہماری آنکھوں سے دُنیا کے گھناؤنے ماحول کی پٹی کھل گئی ہے گلیوں میں آوارہ پھرنے کی بجائے خدا اور اُس کے رسولؐ کے احکام مانتے ہیں ان پر عمل کرنے کی کوشش کرتے ہیں بُری راہوں پر بھٹکنے کی بجائے سیدھی راہ پر چلنے کی توفیق ہو رہی ہے۔

"مدرسہ کی عمارت عمدہ اور مضبوط بنی ہوئی ہے۔"

عبدالوحید بعمر ۱۳ سال (مدرسہ قاسم العلوم لاہور درجہ حفظ قرآن مجید لاہور)

حاصل کردہ نمبر ۱۴۰

سوال ۴۔

اللہ تعالیٰ نے نماز کی فضیلت سب عملوں سے زیادہ رکھی ہے ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نماز پڑھنے کی تلقین کی ہے۔ نماز بے حیائی سے روکتی ہے ان الصلوٰۃ تنھیٰ عن الفحشاء

نماز قائم کرو۔ ویقیمون الصلوٰۃ

مصیبت کے وقت بھی نماز معاف نہیں فرمائی گئی۔

انسان نماز کیسے قائم کر سکتا ہے جب کہ اُسے سمجھانے والا نہ ہو۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا۔

آج کل کے مسلمانوں کو کوئی ذرا سی خوشی ہو تو نماز اُن کو یاد ہی نہیں رہتی آج کل کے مسلمان صرف نام کے ہی مسلمان ہیں۔ اگر کوئی ان کو کہے کہ تم مسلمان نہیں تو جان سے مارنے کو تیار ہو جاتے ہیں۔ لیکن نماز پڑھنے کے لئے کہا جائے تو اُلٹا ٹھٹھہ و مذاق کریں گے۔

اگر تمام مسلمان نماز جیسی اہم عبادت کو پوری طرح ادا کرنا شروع کر دیں تو پھر اور کیا چاہیئے۔ تمام مسلمانوں میں جذبۂ ایمان پیدا ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی خوش ہوں نماز پڑھنے سے دنیا و آخرت دونوں سنور جائیں گی۔

فخرالدین صدیقی قریشی بعمر ۱۴ برس (مسلم ماڈل ہائی سکول لاہور جماعت ششم)

حاصل کردہ نمبر ۱۴۰

سوال ۶۔

ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا۔ کہ کوئی اس بات کی پرواہ نہیں کریں گے کہ جو کچھ انہوں نے کیا ہے وہ حلال ہے۔ یا حرام ہے۔

تشریح۔

جب رزق میں حلال اور حرام کی پرواہ نہیں کریں گے۔ تو عبادت کی توفیق نہیں ہوگی۔ اور اگر کر بھی لی تو قبولیت کیسے پائیں گے

نماز

جو لوگ سینما کلبوں میں جاتے ہیں۔ بُرائیاں حاصل کرتے ہیں۔ جو نماز پڑھتے ہیں۔ اللہ کی یاد کرتے ہیں۔ بُرائیوں سے بچتے ہیں۔ جو لوگ پنجگانہ نماز پڑھتے ہیں وہ سینما میں نہیں جا سکتے۔ نمازی آخرت میں جنت میں جائے گا۔

آج کل کسی کو کہو کہ نماز پڑھا کرو تو مذاق اُڑاتے ہیں اور کہا جائے کہ سینما چلو تو بڑی خوشی سے جاتے ہیں۔ چاہے پاؤں میں جوتا بھی نہ ہو۔

محمد شفیع بعمر ۱۷ سال (اسلامیہ ہائی سکول بھاٹی گیٹ لاہور جماعت دہم)

حاصل کردہ نمبر ۱۴۰

سوال ۳۔

بے شک وہ لوگ جنہوں نے ایمان لانے کے بعد کفر اختیار کیا۔ پھر کفر میں بڑھتے گئے۔ ان لوگوں کی توبہ ہرگز قبول نہ ہوگی اور یہی ہیں ظالموں میں سے

اُن سے مُراد وہ لوگ ہیں جو اسلام سے پھر کر دوسرے مذاہب میں چلے گئے ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ایک سچی کتاب (قرآن مجید) دی تھی۔ جس کے مطابق انہیں چلنا چاہیئے تھا۔ مگر انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ اس کا مطلب یہ ہُوا کہ وُہ کفر میں بڑھ گئے

اس سے مُراد وہ لوگ بھی ہیں۔ جو عیسائیت کی طرف مائل ہیں اور اپنے لڑکوں اور لڑکیوں کو عیسائی مشنریوں کے سکولوں میں بھیجتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ پانچ وقت نماز پڑھو۔ روزے رکھو۔ قرآن پاک کی تلاوت کرو اور اپنے لڑکوں اور لڑکیوں کو دین کی طرف لاؤ۔ لیکن یہ لوگ اس کے خلاف کرتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ کے نیک بندے مسجدوں میں جاتے ہیں اور یہ لوگ سینما کی طرف دوڑے جا رہے ہیں۔ ادھر قرآن پاک کی تلاوت ہو رہی ہے۔ ادھر یہ لوگ گانے سُن رہے ہیں۔

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

۲۔ جس شخص سے اللہ تعالیٰ نیکی کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اُسے دین میں سمجھ دیتا ہے

اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین میں سمجھ عطا فرمائے

آمین ثم آمین

راحت منیب ملک بعمر ۱۳ برس (گورنمنٹ سنٹرل ماڈل ہائی سکول لاہور جماعت دہم)

حاصل کردہ نمبر ۱۳۰

سوال ۸ (ا) نماز کے فائدے

۱۔ نماز ہماری دعا اللہ تعالیٰ تک پہنچانے

روزہ

از جناب عبدالحمید شوق بورسٹل انسٹی ٹیوشن لاہور

رموزِ آگہی کا ہے سراسر رازداں روزہ — حدیثِ معرفت کی ہے مجسم داستاں روزہ
ہمیشہ مزرعِ دل کی اسی سے آبپاشی ہے — خزاں جاتی رہی لایا بہارِ جاوداں روزہ
کبھی شیطان کو نزدیک تک آنے نہیں دیتا — بہر ساعت دکھاتا ہے خدا کا آستاں روزہ
عنایت کر رہا ہے دن بدن توفیق نیکی کی — بُرائی کی صفائی کر رہا ہے ہر زماں روزہ
رہے کیوں نہ پھلا پھولا یہ تقویٰ کا چمن اپنا — ہے اس باغِ خزاں ناآشنا کا باغباں روزہ
خلوصِ دل سے کر لو عزتِ و توقیر روزے کی — بس اب تو چند دن کا رہ گیا ہے میہماں روزہ

سکوں ناآشنا تھی شوق میری زندگی اکثر
سکوں سے آشنا کرنے کو آیا مہرباں روزہ

بچوں کا صفحہ

روزہ کیا ہے؟

از جناب حاجی کمال الدین صاحب لاہور کارپوریشن

ہونہار بچو! جانتے ہو۔ روزہ کیا ہے؟ کلمہ۔ نماز۔ روزہ۔ حج اور زکوٰۃ یہ پانچ فرائض ہیں کہ جن پر اسلام کی بنیاد قائم ہے۔ جس سبق کو نماز روزانہ پانچ وقت یاد دلاتی ہے۔ اسے روزہ سال میں ایک مرتبہ پورے ایک ماہ تک یاد دلاتا ہے روزوں کا مہینہ آیا اور صبح سے شام تک تمہارا کھانا پینا بند ہوا۔ صبح صادق سے پہلے تم کھا پی رہے تھے مگر جب اذان ہوئی اور تم نے فوراً ہاتھ روک لیا۔ اب کیسی ہی دلپسند اور مرغن غذا سامنے آئے۔ کتنی ہی بھوک پیاس لگ رہی ہو کتنا ہی دل چاہے تم شام تک کچھ نہیں کھاتے۔ یہی نہیں کہ لوگوں کے سامنے نہیں کھاتے۔ نہیں تنہائی میں بھی جہاں کوئی دیکھنے والا نہیں ہوتا۔ ایک گھونٹ پانی پینا یا ایک دانا نگل جانا بھی تمہارے لئے حرام ہے۔ مگر یہ ساری بندش ایک خاص وقت تک ہی رہتی ہے۔ جب مغرب کی اذان ہوئی اور تم افطار کی طرف دوڑے اب تمام رات بے فکر ہو کر جو چیز چاہتے ہو۔ کھاتے ہو۔ ذرا غور کرو کہ یہ کیا چیز ہے؟ دراصل اس کی تہ میں خدا کا خوف ہے۔ اس کے حاضر و ناظر ہونے کا یقین ہے۔ اگلی زندگی اور خدا کی عدالت پر ایمان ہے۔ قرآن اور رسول کی اطاعت ہے۔ فرض کا احساس ہے [illegible] مصیبتوں کے مقابلہ کی مشق ہے۔ خدا کی رضا اور خوشنودی کے مقابلہ میں اپنی خواہشات نفس کو روکنے اور دبانے کی طاقت ہے ہر سال رمضان کا مہینہ آتا ہے۔ تاکہ پورے تیس دن تک یہ روزے تمہاری تربیت کریں اور تمہارے اندر یہ تمام صفتیں پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ تاکہ تم پورے اور پکے مسلمان بنو۔

پیارے بچو! ذرا غور کرو خدا تعالیٰ نے تمام دنیا کے مسلمانوں کے لئے روزہ ایک ہی مہینہ میں فرض کیا تاکہ سب مل کر روزہ رکھیں۔ الگ الگ نہ رکھیں۔ اس کے بے شمار فوائد ہیں جن میں سے چند ایک درج کئے جاتے ہیں۔ اول تمام اسلامی آبادی میں پورا ایک مہینہ پاکیزگی کا مہینہ ہوتا ہے۔ (۲) اس میں برائیاں دب جاتی ہیں۔ اور نیکیاں ابھرتی ہیں (۳) ساری فضا پر خوفِ خدا۔ پختہ ایمان۔ اطاعت احکام۔ اخلاق و پاکیزگی اور حسن عمل بچھا جاتا ہے (۴) اچھے لوگ نیک کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں۔ (۵) برے لوگ برائی کے کاموں سے شرماتے ہیں (۶) امیر لوگوں کے اندر غریبوں کی امداد کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ (۷) خدا کی راہ میں مال بھی خوب خرچ کیا جاتا ہے۔ لوگ زکوٰۃ اور خیرات و صدقات خوب کرتے ہیں (۸) سارے مسلمان ایک حال میں ہوتے ہیں اور ایک حال میں ہونا ان کے اندر یہ احساس پیدا کرتا ہے کہ ہم سب ایک جماعت ہیں۔ ان میں برادری ہمدردی اور باہمی میل جول پیدا کرنے کے لئے ایک نمایاں نسخہ ہے۔ (۹) باطنی روگ اور بیماریاں عموماً رفع ہو جاتی ہیں (۱۰) جسمانی امراض کے دفعیہ کے لئے بھی اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔

یہ سب فائدے ہمارے ہی لئے ہیں۔ ہمیں بھوکا پیاسا رکھنے سے خدا کا کوئی فائدہ نہیں۔ اس نے ہماری بھلائی اور بہتری کے لئے روزے ہم پر فرض کئے ہیں۔ اس فرض کو جو بغیر کسی معقول وجوہ کے ادا نہیں کرتے وہ اپنے اوپر خود ظلم کرتے ہیں اور سب سے زیادہ شرمناک طریقہ ان کا یہ ہے کہ رمضان شریف میں کھلے عام کھاتے پیتے ہیں۔ جیسا کہ تم خود بھی اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہو۔ جو ایسا کرتے ہیں وہ گویا اس بات کا اعلان کرتے ہیں کہ ہم مسلمانوں کی جماعت میں سے نہیں ہیں۔ ہم کو اسلام کے احکام کی کوئی پرواہ نہیں ہے اور ہم ایسے بے باک ہیں کہ جس کو خدا مانتے ہیں اس کی اطاعت سے بھی علانیہ منہ موڑ جاتے ہیں۔ بتاؤ جن لوگوں کے لئے اپنی جماعت سے الگ ہونا ایک آسان بات ہو۔ جن کو اپنے خالق و رازق کے خلاف بغاوت کرتے ہوئے ذرا شرم نہ آئے اور جو اپنے دین کے سب سے بڑے پیشوا کے مقرر کئے ہوئے قانون کو علانیہ توڑ دیں۔ اُن سے کوئی شخص کس وفاداری۔ کس نیک چلنی اور امانتداری کس فرض شناسی اور پابندئ قانون کی امید کر سکتا ہے۔

اچھے بچو! تم ہرگز ایسا نہ کرنا کس قدر شرم کا مقام ہے کہ تم زبان سے تو خدا کی خدائی اور رسول کی اطاعت اور آخرت کی بازپرس کا اقرار کرو اور تمہارا عمل یہ ہو کہ خدا و رسول کے عائد کردہ فرض کو ادا نہ کرو۔ تمہارا یہ عمل دو حال سے خالی نہیں ہو سکتا۔ یا تو تم کو روزے کے فرض ہونے سے انکار ہے۔ یا تم اسے فرض مانتے ہو اور پھر ادا کرنے سے بچتے ہو۔ اگر فرضیت سے انکار ہے تو تم قرآن اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں کو جھٹلاتے ہو اور پھر ان دونوں پر ایمان لانے کا جھوٹا دعوےٰ کرتے ہو اور اگر تم اسے فرض مان کر پھر ادا نہیں کرتے۔ تو تم سخت ناقابل اعتبار آدمی ہو۔ تم پر دُنیا کے کسی معاملہ میں بھی بھروسہ نہیں کیا جا سکتا۔ جب تم خدا کی ڈیوٹی میں چوری کر سکتے ہو تو کوئی کیا اُمید کر سکتا ہے کہ انسانوں کی ڈیوٹی میں چوری نہ کرو گے

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔

پنجاب پریس لاہور میں باہتمام مولوی عبیداللہ انور پرنٹر پبلشر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ سے شائع ہوا۔